محمود غزنوی
کی حقیقت
بُت شِکَن نہیں
ایک لُٹیرا تھا
December 2024
Abdul Hameed Arain
Ex Muslim farman Ali
+91 9838547733
dewhameed.29292@gmail.com
aliferman27@gmail.com

محمود غزنوی لُٹیرا یا بُت شِکَن ؟

لبرل اور روشن خیال صحافت کا ترجمان

Sunday, January 5, 2025

تاریخ

محمود غزنوی: لٹیرا یا بت شکن

July 7, 2017 2:45 am · 5 comments

خالد تھتھال

Sunday, June 5, 2022

تاریخ

محمود غزنوی: لٹیرا یا بت شکن

July 7, 2017 2:45 am · 5 comments

خالد تھتھال

LINK

https://nyazamana.com/2017/07/mehmood-of-ghazna1/

محمود غزنوی لُٹیرا تھا، پاکستانی ڈیفنس منسٹر خواجہ آصف نے بھی تسلیم کر ہی لیا

غزنوی میزائل
کامیاب تجربہ
23-01-2020
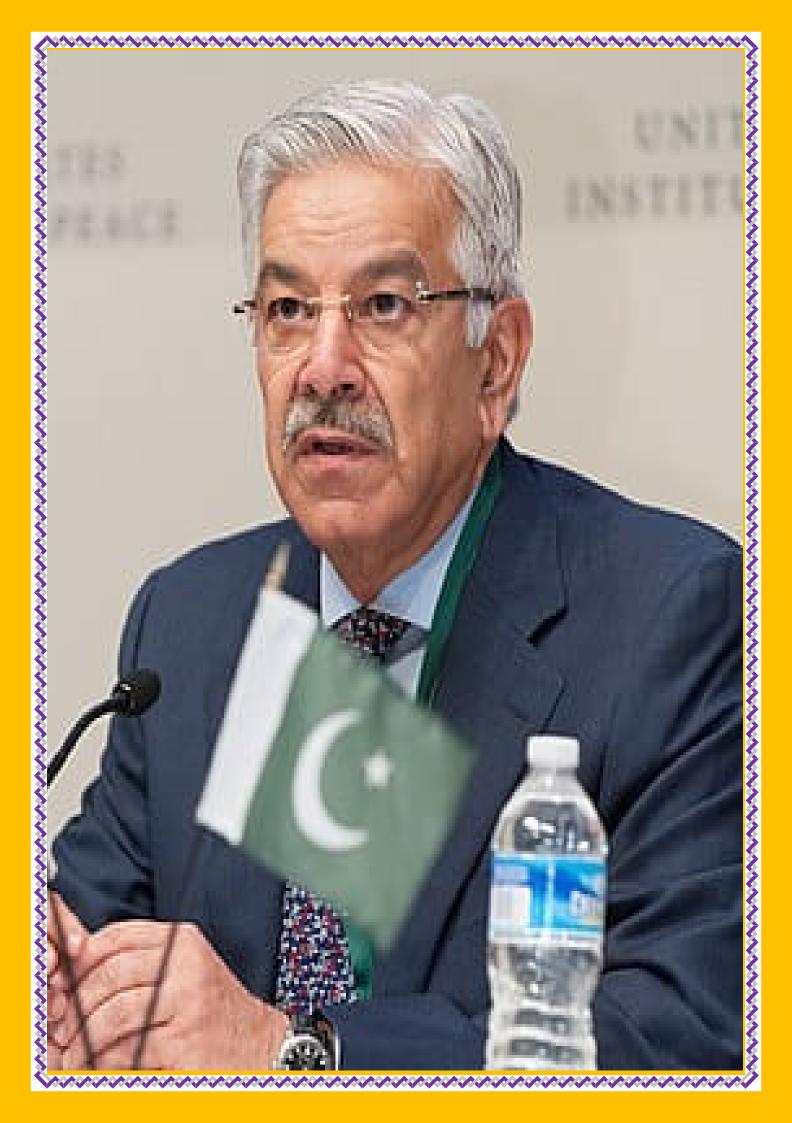
https://archive.org/details/waheedmzd1122_1869442749428281418512p

محمود غزنوی کے والد سبکتگین ایک ترک غلام تھا، جس کی پیدائش وسطی ایشیائی مُلک کرغزستان کے قصبہ بارسغان میں ہوئی تھی

سبوکتگین

مضمون بات کرنا

Buyid جنرل، Sabuktakin ۔ کے ساتھ الجھن میں نہ پڑیں

ابو منصور ناصر الدین واعد الدولہ سبکتگین) [۱] فارسی : ابومنصور ناصرالدین والدولہ سبکتگین ؛ c. 940s - 997 (اگست-ستمبر) اور غزنوید خاندان کے بانی اور 977.977 سے صبوکتگین تک غزنا کے امیر تھے۔ ایک ترک غلام تھا۔ سامانی خاندان کے شاہی محافظوں کے کمانڈر الپ-ٹیگین نے خریدا ۔ الپ ٹیگین نے 962 میں خود کو غزنا کا گورنر بنایا، اور ایک سال بعد 963 میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد، سبوکتگین نے غزنا کے دوسرے غلام سپاہیوں میں اپنا وقار قائم کیا جب تک کہ وہ 977 میں ان کے حکمران منتخب نہ ہو گئے۔

سبوکتگین

Barskoon

Барскоон

بارسغان

Location in Kyrgyzstan

محمود غزنوی
کے والد
سبکتگین کو
سامانی سلطنت
کا جرنیل الپتگین
نے خریدا تھا

الپ تگین

معلومات شخصیت

پیدائش	سنہ 901ء بخارا

بخارا

قدیم تاریخی وسط ایشیائی شہر

بخارا (بخاریٰ) ازبکستان کا پانچواں سب سے بڑا شہر اور صوبہ بخارا کا صدر مقام ہے۔ 1999ء کی مردم شماری کے مطابق اس کی آبادی دو لاکھ 37 ہزار 900 ہے۔ بخارا اور سمرقند ازبکستان کی تاجک اقلیت کے دو اہم ترین شہر ہیں۔

Buxoro / Бухоро
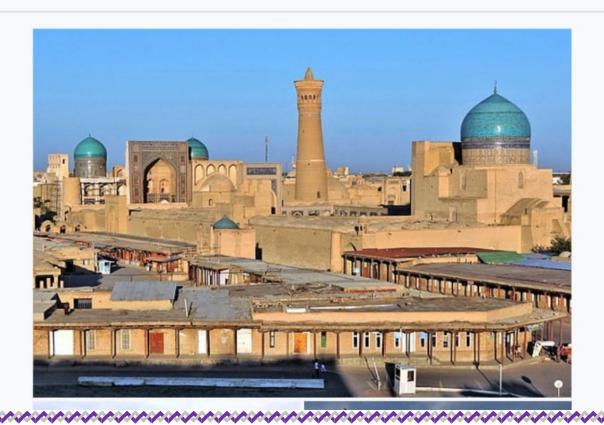
الپ تگین

سلطنت سامانیہ کا ایک غلام جو غزنی کا گورنر بنا اور 962ء سے ستمبر 963ء تک حکومت کی۔

الپتگین یا **آلپ تگین** (پیدائش: 901ء – وفات: 13 ستمبر963ء) سامانی سلطنت کا ایک جرنیل تھا جو بعد میں امیر غزنہ کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا۔ الپتگین کی حکومت نے ہی غزنی سلطنت کی راہ ہموار کی تھی جسے بعد میں سبکتگین نے نئی طرز پر قائم کیا۔مؤرخین و محققین کے مطابق غزنی سلطنت کا بانی الپتگین کو ہی قرار دیا جانا چاہیے کیونکہ اُس کے بعد غزنی سلطنت کو سبکتگین جیسا نامور حکمران ملا جس نے غزنی سلطنت کو تشکیل دیا۔

الپ تگین

سامانی سلطنت میں تقرری

اپنے زمانے کے بہت سے عسکری امرا کی طرح الپتگین بھی ایک ترک غلام ہی تھا جسے خرید کر سامانی سلطنت کے بادشاہوں کی فوجِ خاصہ یعنی باڈی گارڈ والے دستے میں شامل کر لیا گیا تھا۔ اِسی عہدے سے وہ بتدریج ترقی کرتا ہوا حاجب الحُجّاب یعنی فوجِ خاصہ کے سپہ سالار کے منصب پر فائز ہو گیا۔[1] [2] سامانی سلطنت کے بادشاہ عبدالملک اول کے عہدِ حکومت میں الپتگین کے ہاتھوں حکومت کی باگ دوڑ آگئی کیونکہ عبدالملک اول نوجوان بادشاہ تھا۔ اِسی عہد میں ابوعلی محمد البلعَمِی کی وزارت پر تقرری بھی الپتگین کی وجہ سے ہوئی تھی، چونکہ ابوعلی محمد البلعَمِی اِس عہدے کے لیے الپتگین کا مِنَّت گزار ہوا تھا اور وہ کبھی بھی الپتگین کے مشورے اور علم کے بغیر کوئی قدم اُٹھانے کی جرات نہیں کرتا تھا۔ جب عبدالملک اول نے یہ دیکھا تو الپتگین کو دار الحکومت سے دور کرنے کی غرض سے اُسے ذوالحجہ 349ھ مطابق جنوری 961ء میں خراسان کا گورنر (والی) مقرر کر دیا۔

اصل

الپ-تیگین اصل میں خانہ بدوش ترکوں کا حصہ تھا جو وسطی ایشیائی میدانوں میں گھومتے تھے ، لیکن بعد میں اسے پکڑ لیا گیا اور سامانی غلاموں کی تجارت کے ذریعے بطور غلام سامانی دارالحکومت بخارا لایا گیا ، جہاں اس کی پرورش سامانی دربار میں ہوئی۔ [3][4] ترک سٹاک ہونے کے باوجود اور مبینہ طور پر تقریر میں، الپ ٹیگین کو بہت زیادہ فارسی زبان دی گئی تھی ۔ [5]

نوح اول اور عبد الملک اول کے ماتحت خدمات

نوح اول (r. 943-954) کے دور میں ، الپ تیگین کو شاہی محافظ (*حاجب الحجاب*) کا سربراہ مقرر کیا گیا تھا ۔ نوح کے بیٹے اور جانشین عبد الملک اول (r. 954-961) کے دور میں، الپ تیگین کو بلخ کا گورنر مقرر کیا گیا ، اور 961 تک وہ اس کا کمانڈر انچیف (*سپاہسالار*) تھا۔ خراسان میں سامانی فوج ، اس طرح ابو منصور محمد کا جانشین ہوا ۔ 10 فروری 961 کو الپ تیگین اپنے وزیر ابو عبداللہ محمد ابن شبلی کے ساتھ نیشاپور پہنچا۔ الپ ٹیگین نے محمد بلعمی کی بطور وزیر تقرری میں بھی اہم کردار ادا کیا ، جس کے وہ قریبی حلیف بن گئے۔ [3]

الپتگین بھی ایک
ترک غلام ہی تھا،
جسے خرید کر
سامانی سلطنت کے
بادشاہوں کی فوجِ
خاصہ یعنی باڈی گارڈ
والے دستے میں
شامل کر لیا گیا تھا

الپتیگین بھی اصل میں
خانہ بدوش ترکوں کا
حصہ تھا، جو وسطی
ایشیائی میدانوں میں
گھومتے تھے ، لیکن بعد
میں اسے پکڑ لیا گیا اور
سامانی غلاموں کی
تجارت کے ذریعے بطور
غلام سامانی دارالحکومت
بخارا لایا گیا

افغانستان میں
ہِندُوؤں کی حکومت
تھی، جس کا
دارالحکومت کابل
تھا، ازبکستان کے
ترک غلاموں نے
کابل پر قبضہ کر لیا

کنشک اول راجپوت

کشان سلطنت کا بادشاہ

کنشک کا Gold coin، برٹش میوزیم میں

کشان سلطنت: 78 عیسوی

پیشرو	Vima Kadphises
جانشین	Huvishka

کنشک

کنشک کڈفائسس دوم کے بعد 78ء اس خاندان کا سب سے نامور حکمران کنشک، کشن یا کشان سلطنت کا بادشاہ ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کنشک کا یوچی قوم کے کشان سے تعلق تھا اور بلاشبہ کشان یا کشن ہیں۔ اس طرح دونوں کڈ فائسس سے کا اس سے تعلق تھا۔ اس کے باپ کا نام وجھشک یا وجھشت بتایا جاتا ہے۔ کڈ فائسس دوم اور کنشک کے سکے جو اکثر ایک جگہ پائے گئے ہیں اور ایک ہی قسم کے نشانات ہیں اور الٹی طرف اور بہت سی مشابہتوں کے علاوہ وزن اور دھات کے خالص ہونے میں بالکل یکساں ہیں۔ ان باتوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں بادشاہ ایک دوسرے سے بہت قریب یا ایک دوسرے کے جانشین تھے۔ یہ بات یقینی ہے کہ کڈفائسس دوم کڈفائسس اول کا جانشین بلکہ بیٹا بھی تھا۔

کوشان سلطنت

کُشان سلطنت (c. 30–c. 375 AD) (انگریزی: **Kushan Empire**، قدیم یونانی: **Βασιλεία Κοσσανῶν**، باختری: **Κοþανο**، کوشانو، سنسکرت: **कुषाण**، براہمی: **𑀓𑀼𑀱𑀸𑀡**، کُوشاݨا، بدھ مت ہائبرڈ سنسکرت: گُشانہ ومشا، پارتھی: **𐭊𐭅𐭔𐭍 𐭇𐭔𐭕𐭓**، چینی: **貴霜**)[6] پہلی صدی کے اوائل میں یوچی کی طرف سے باختری علاقوں میں قائم کی گئی ایک ہم آہنگی والی سلطنت تھی۔ یہ موجودہ تاجکستان، ازبکستان، افغانستان، پاکستان، مشرقی ایران اور شمالی ہندوستان، کم از کم وارانسی کے قریب ساکیتا اور سارناتھ تک پھیلی ہوئی تھی[7]، جہاں کشان شہنشاہ کنشکِ اعظم کے دور سے متعلق نوشتہ جات اور سکے پائے گئے ہیں۔[8][9]

کشان سلطنت
(باختری) Κυþανο
(قدیم یونانی) Βασιλεία Κοσσανῶν

375–30

Kushan territories (full line) and maximum dotted) کنشک extent of Kushan dominions under [1].according to the Rabatak inscription ,(line

حیثیت	Nomadic empire
دار الحکومت	باميان (Bamigián) بگرام

کوجولہ کدپھیسیس

کوشن شہنشاہ

کوجولہ کدپھیسیس (30-80 عیسوی) کا ٹیٹراڈراچم کنگ ہرمیوس کے انداز میں۔

متضاد: ہرمائیوس طرز کی ڈائیڈیڈ ٹوٹ۔ بگڑی ہوئی یونانی لیجنڈ: ΒΑΣΙΛΕΩΣ ΣΤΗΡΟΣΣΥ ΕΡΜΑΙΟΥ ("بسیلےؤس ستیروسّی ہیرمائیو"): "بادشاہ ہرمیئس، نجات دہندہ".

معکوس: ہیراکلیس کلب اور شیر کی کھال کے ساتھ کھڑا ہے۔

کھروشٹھی نوشتہ:کوجولہ کاساسہ کشانہ یاوؤگاسہ دھرماتھیداسہ "کوشانوں کا حکمران کوجولہ کدپھیسیس، قانون("دھرم") میں ثابت قدم۔ برٹش میوزیم.

کجولا کدفیسس

یہ مضمون یا قطعہ مشینی ترجمہ معلوم ہوتا ہے، چنانچہ اسے غایت اہتمام سے سنوارنے کی ضرورت ہے۔ بص... مزید تفصیلات

کؤجولہ کدپھیسیس (کوشان زبان: Κοζουλου Καδφιζου، Kujula Kasa ،Ku-ju-la Ka-sa ؛ خروستی : 𐨐𐨂𐨗𐨂𐨫 𐨐𐨯، [1]; r 30-80 CE یا CE 90-40 بوپیارچی کے مطابق [2]) ایک کشان شہزادہ تھا جس نے پہلی صدی عیسوی کے دوران باختر میں یوزی کنفیڈریشن کو متحد کیا اور پہلا کشان شہنشاہ بنا۔ رباطک کے نوشتہ کے مطابق، وہ عظیم کشان بادشاہ کنیشکہ اول کے پردادا تھے۔ اسے کشان سلطنت کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ [2]

کؤجولہ کدپھیسیس

افغانستان میں،
عیسائیت سے بھی
قبل، دو ہزار سال
سے پہلے سے
ہِندُوؤں کا مُلک تھا،
جن میں بہت معروف
و مشہور راجہ
گزریں ہیں
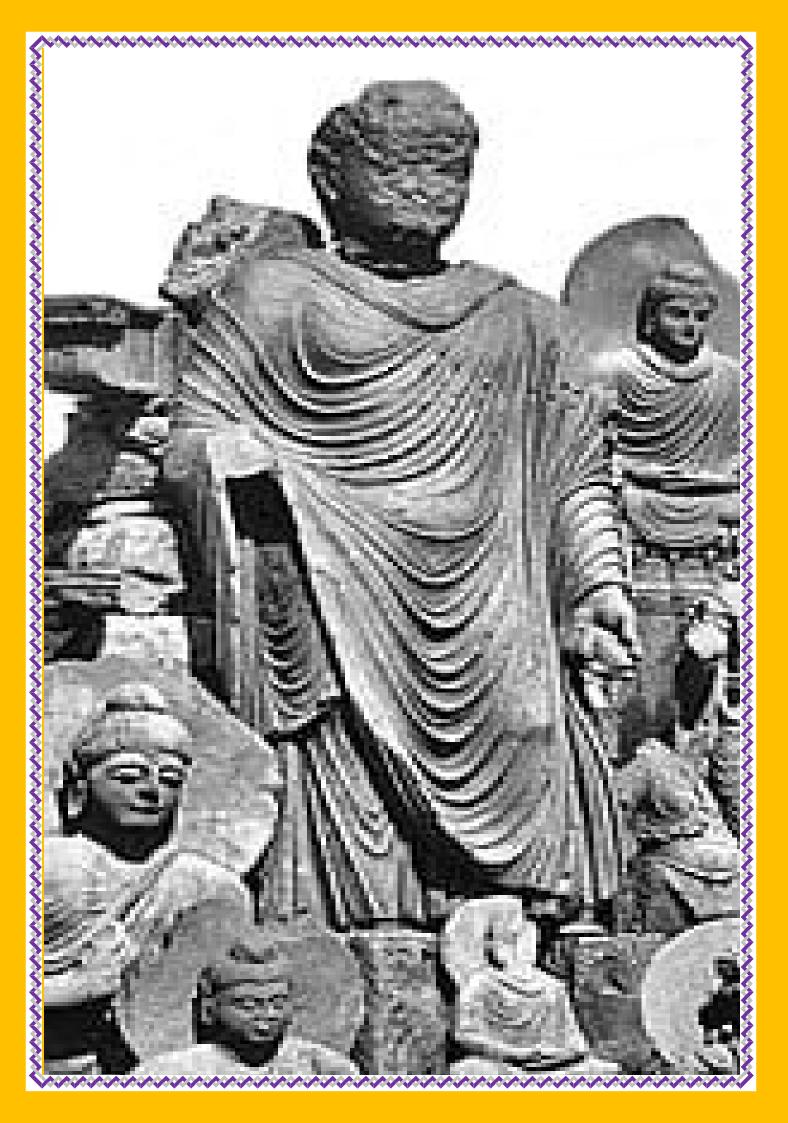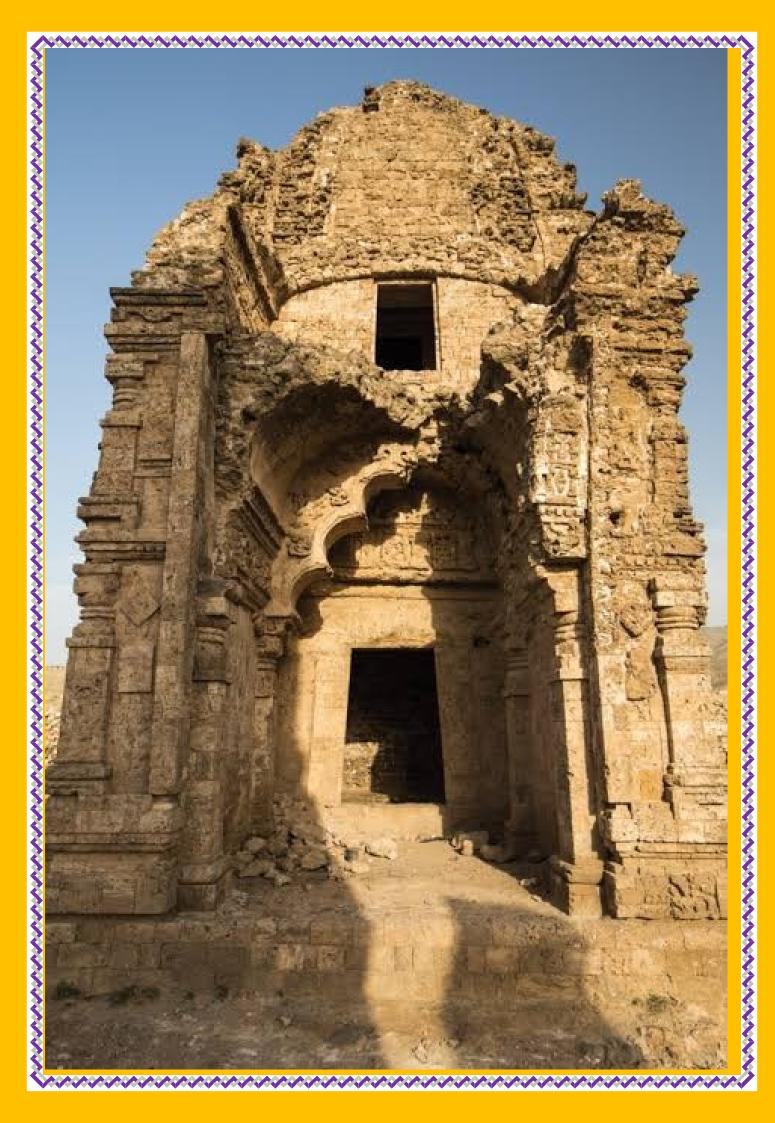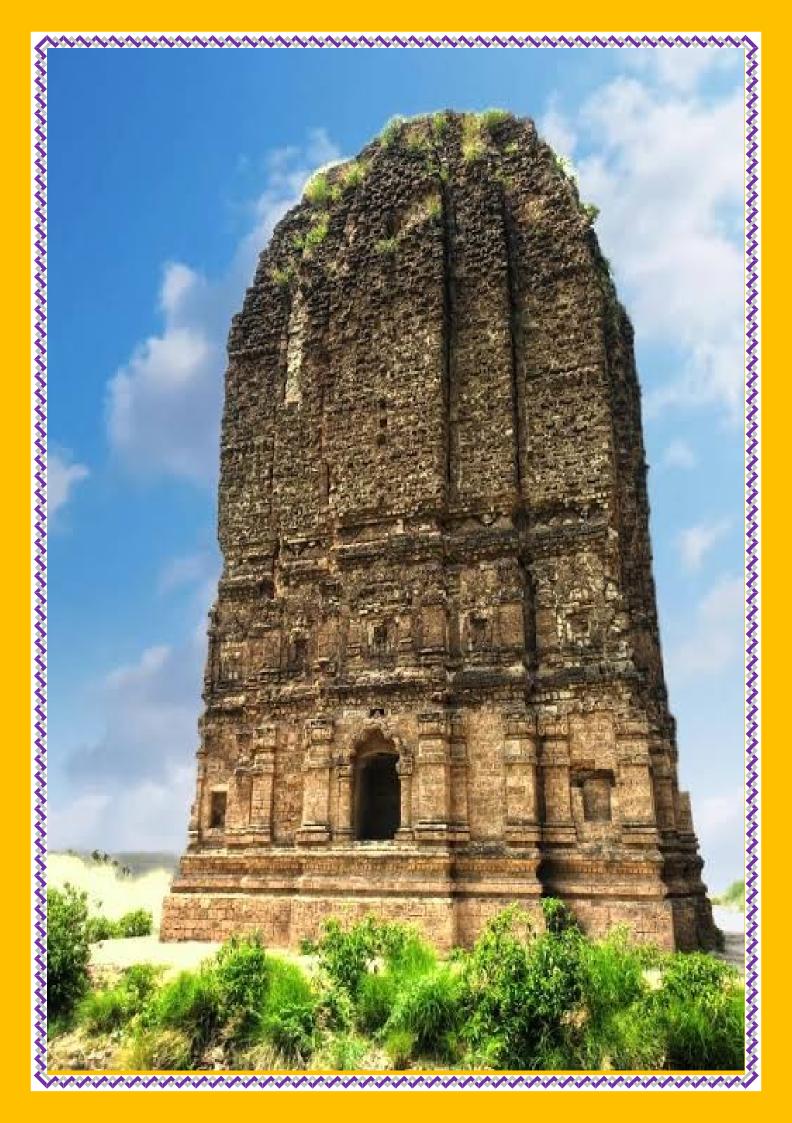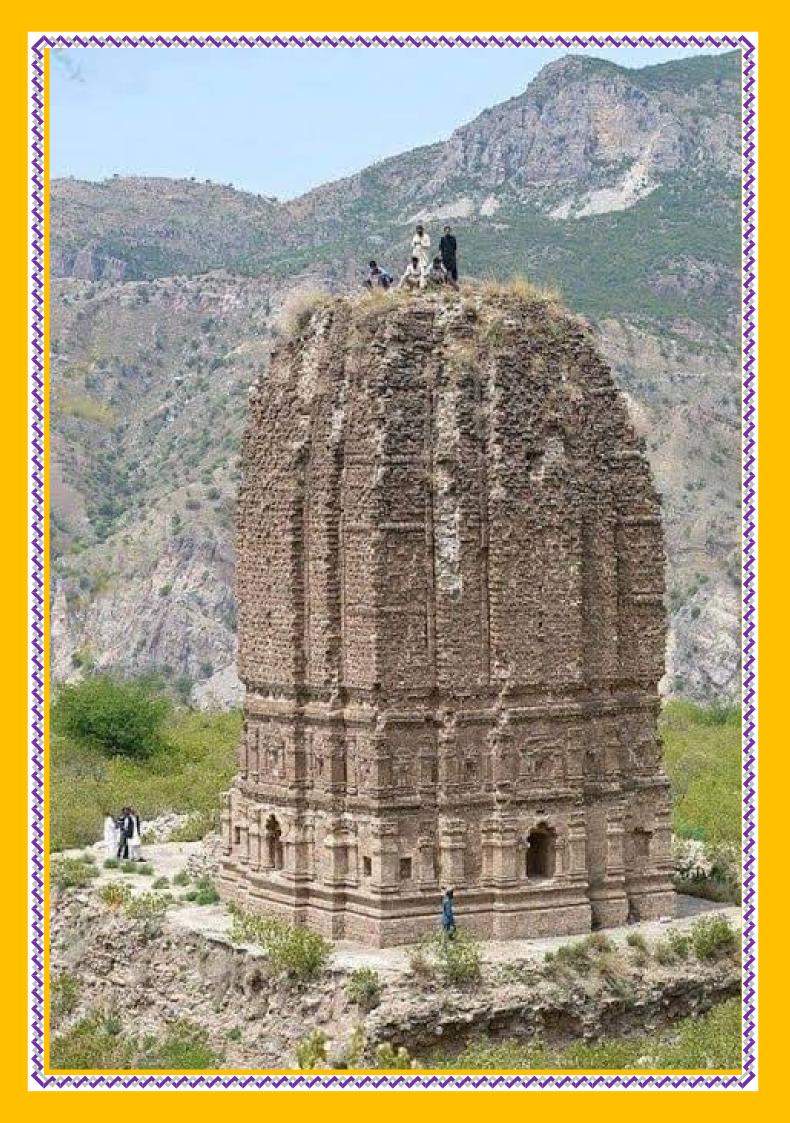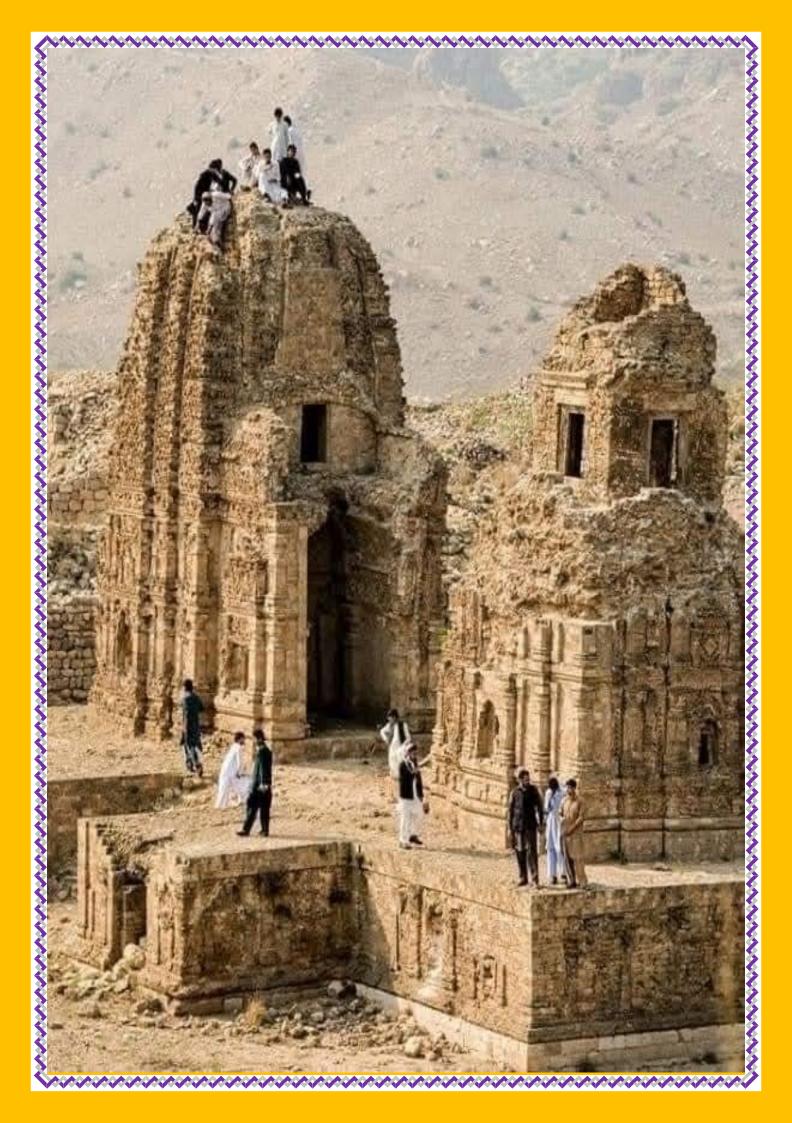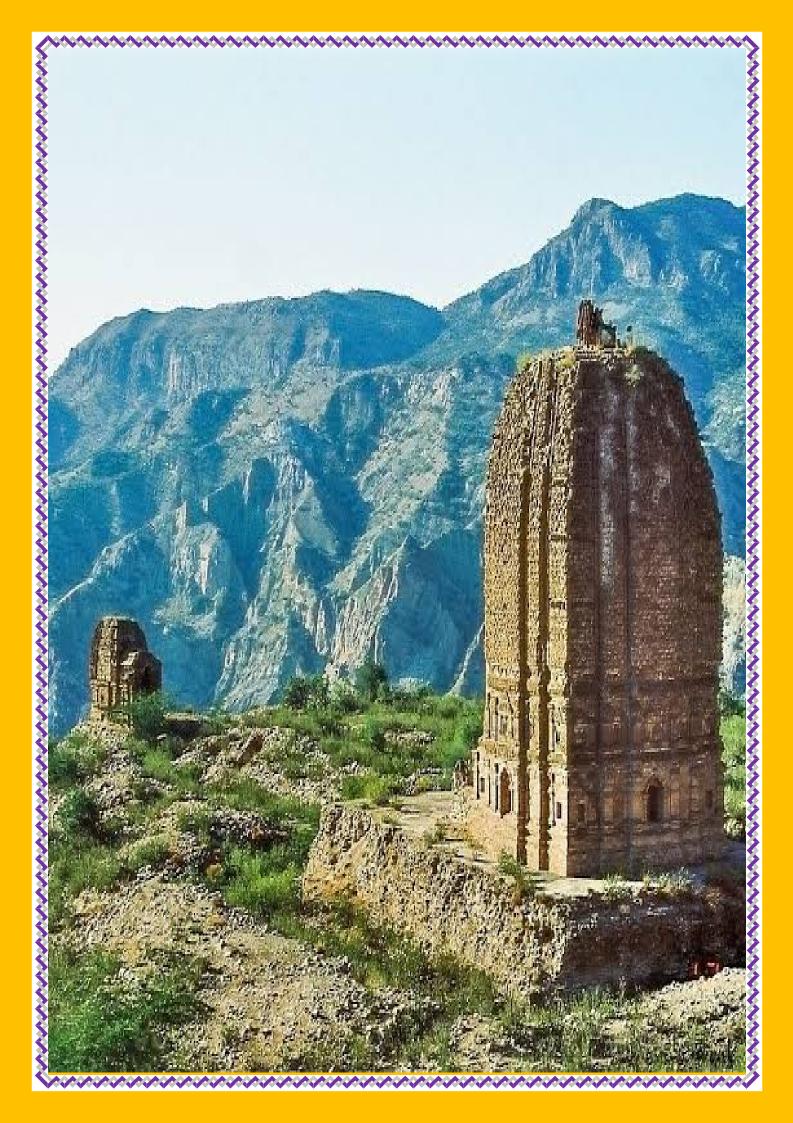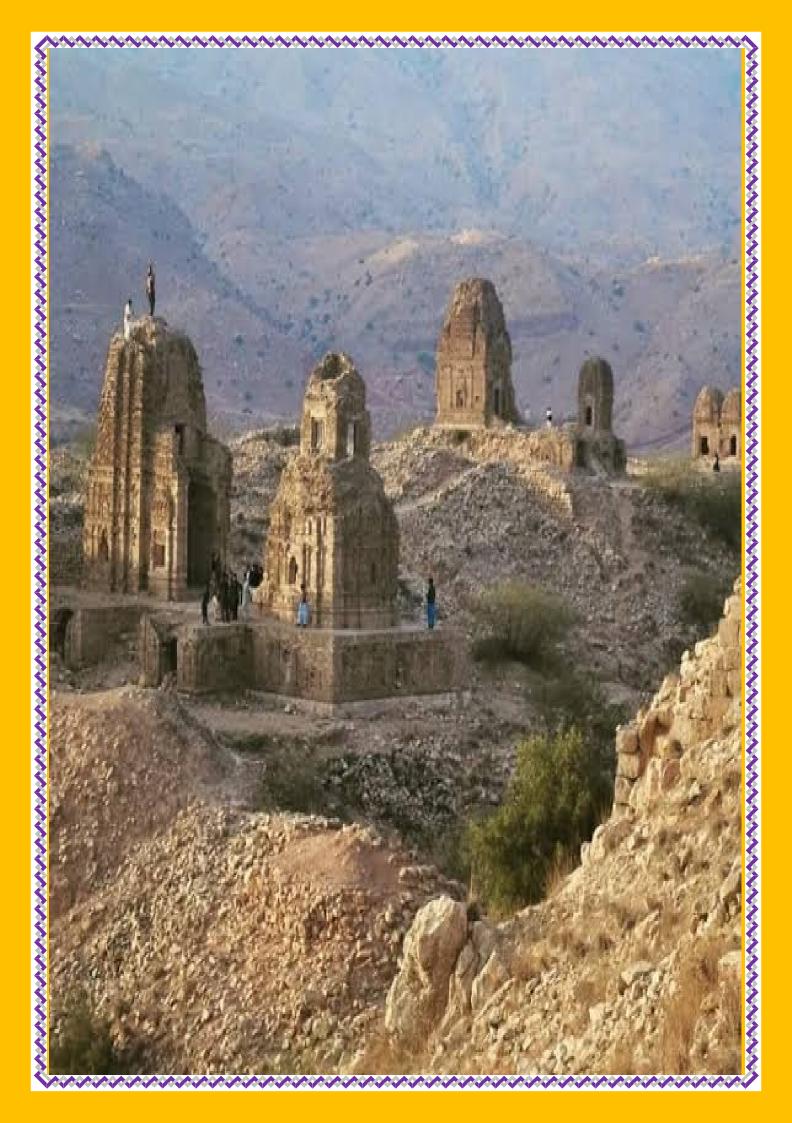
Hindu Shahis

Article Talk

The **Hindu Shahis**, also referred to as the **Kabul Shahis** and **Uḍi Śāhis**, were a dynasty established between 843 CE and 1026 CE. They endured multiple waves of conquests for nearly two centuries and their core territory was described as having contained the regions of Eastern Afghanistan and Gandhara, encompassing the area up to the Sutlej river in modern day Punjab, expanding into the Kangra Valley. The empire was founded by Kallar in c. 843 CE after overthrowing Lagaturman, the last Turk Shahi king.

ہندو شاہی۔

عیسوی -1026 عیسوی 843 c.

1000 c.، ہندو شاہیوں کا مقام، اور عصری سیاست
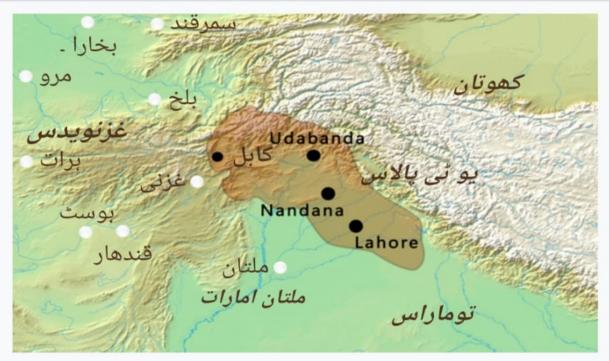
ہندو شاہیوں کا علاقہ جس میں ہمسایہ حکومتیں 1000 کے لگ بھگ ہیں۔ کابل ، پہلا دارالحکومت، اُدبھنڈا اور لاہور کے ساتھ [1]

سرمایہ	کابل (870-843) ادبھنڈ پورہ (1026–870)

افغانستان کا شہر
بامیان ہِندُو بُدھ
مزہب کا گڑھ
تھا، افغانستان
کے چاروں طرف
کے ممالک کے

بُدھ مزہب

کے ماننے

والے بامیان

میں آ کر قیام

کرتے تھے

Bamyan

باميان

Bamiyan

City
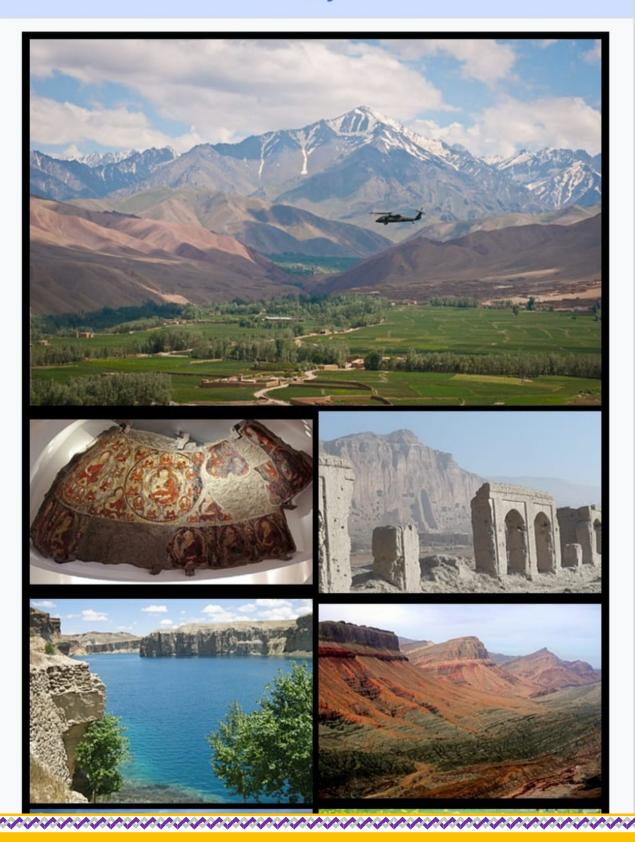
بامیان برصغیر پاک و ہند (جنوب مشرق) اور وسطی "
ایشیاء (شمال) کے درمیان واقع ہے، جس نے اسے شاہراہ
ریشم کی سب سے اہم شاخوں میں سے ایک کے قریب ایک
اہم مقام بنا دیا ہے۔" [14] قدیم سلک روٹ پر واقع یہ قصبہ
مشرق اور مغرب کے درمیان سنگم پر تھا جب چین اور
مشرق وسطیٰ کے درمیان تمام تجارت اسی سے گزرتی
تھی۔ ہنوں نے اسے 5ویں صدی میں اپنا دارالحکومت بنایا۔
بدھوں کی چٹان، راہبوں کے غاروں کے کھنڈرات، شہر
غولگھولا ('آہوں کا شہر'، ایک قدیم شہر کے کھنڈرات جسے
چنگیز خان نے 1221 میں بامیان کے محاصرے کے دوران
تباہ کیا تھا)، اور اس کے مقامی مناظر، یہ افغانستان میں
سب سے زیادہ دیکھے جانے والے مقامات میں سے ایک ہے۔
وادی سے دس میل جنوب میں شہر زہاک ٹیلہ ایک قلعہ کی
جگہ ہے جس نے شہر کی حفاظت کی تھی، اور وہاں
ایکروپولیس کے کھنڈرات 1990 کی دہائی کے طور پر پائے
جاتے تھے۔ [15]

بامیان کے بدھ

مزید معلومات: بامیان کے بدھ
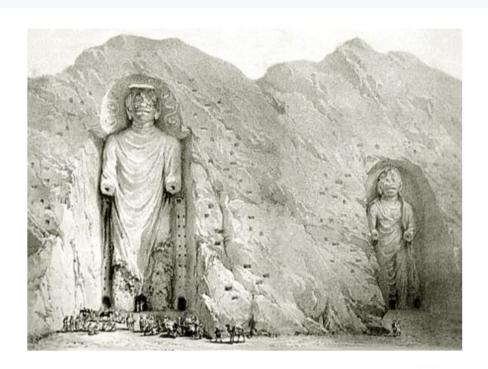
الیگزینڈر برنس کی طرف سے بامیان کے بدھوں کی ڈرائنگ ، جیسا کہ اس نے 1832 میں بامیان میں اپنے دورے کے دوران انہیں دیکھا تھا۔

اشوک، قدیم ہندوستانی موریہ خاندان کے حکمران، ایک پرانے نوشتہ کے مطابق، 261 قبل مسیح میں بھیجے گئے تھے۔ علاقے کو تبدیل کرنے کے لئے. یہ گریکو-بیکٹریائی بادشاہت کے شمالی ہندوکش کے علاقے میں آزادی کا اعلان کرنے سے پہلے کی بات ہے۔

کشانہ خاندان کی حکمرانی کے تحت، بدھ مت نے آہستہ آہستہ ہندو کش کے علاقے میں خود کو قائم کیا۔ دوسری اور چوتھی صدی عیسوی کے درمیان، اس پر تجارتی راستوں کے ساتھ ساتھ متعدد بدھ مقامات پیدا ہوئے۔ بامیان خود ان بدھ مقامات میں سب سے بڑا اور مشہور بننا تھا۔ تاہم، وقت کا صحیح نقطہ معلوم نہیں ہے کہ بدھ مت نے بامیان میں اپنا راستہ کب پایا۔

بدھ مت کا یہ فن پہلے کی گندھارا ثقافت سے نمایاں طور پر متاثر ہوا تھا، جو جنوب میں مزید پروان چڑھا تھا، اور ہندوستانی گپتا ثقافت اس ثقافتی تخلیق کا نتیجہ تھی جو اپنی نوعیت کی منفرد تھی۔ [21] گندھارا ثقافت پہلے ہی پسپائی میں تھی یا بڑے پیمانے پر منہدم ہو گئی تھی جب بدھ مت نے یہاں ایک احیاء کا تجربہ کیا تھا۔

بدھا کے دو بڑے مجسمے چھٹی صدی میں وادی کے شمال کی طرف ایک بڑی چٹان پر تعمیر کیے گئے تھے ۔ راہداریوں اور گیلریوں کو چٹان میں اعداد و شمار کے ارد گرد کندہ کیا گیا تھا اور سینکڑوں نماز ہال اور غار بنائے گئے تھے، جن میں سے کچھ کو بھرپور دیواری پینٹنگز سے سجایا گیا تھا۔

بامیان میں اس وقت موجود غاروں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ بتائی جاتی ہے۔ [22] ابتدا کا وقت 450 سے 850 عیسوی تک کا ہے۔ کچھ دیواروں کی شناخت دنیا کی قدیم ترین آئل پینٹنگز کے طور پر کی گئی ہے، جو 7 ویں صدی کی ہیں۔ پہلے کی ایک تاریخ میں 12,000 غاروں کی تعداد کا تخمینہ لگایا گیا ہے، یہ تعداد صرف وادی بامیان کے لیے بڑھا چڑھا کر پیش کی گئی ہے، لیکن یہ پورے خطے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہے، بشمول ارد گرد کی 50 کلومیٹر کی وادیوں کے لیے۔ بامیان بدھا کی آئل پینٹنگ کا تعلق 5ویں سے 9ویں صدی سے ہے اور وہ پینٹنگز تیل سے بنی تھیں، یورپ میں اس تکنیک کی "ایجاد" سے سینکڑوں سال پہلے۔ سائنسدانوں نے دریافت کیا کہ 50 میں سے 12 غاروں کو آئل پینٹنگ تکنیک سے پینٹ کیا گیا تھا، شاید اخروٹ اور پوست کے بیجوں کو خشک کرنے والے تیل کا استعمال کیا گیا تھا۔ [23]

قدیم زمانے کے اواخر میں، ملحقہ کمرہ بنیادی طور پر ان قبائل کے ہاتھ میں تھا جو ایرانی ہنوں میں شمار ہوتے تھے اور ساسانی سلطنت کے ساتھ تنازعات میں تھے ۔ 560 کے بعد، گوک ترک ٹرانسکسانیا میں غالب طاقت بن گئے ۔

ایک چینی راہب، نے 630 عیسوی کے آس ، Xuanzang پاس وادی کا دورہ کیا اور بادشاہ بامیان نے اس کا استقبال کیا۔ اس نے وادی میں تقریباً 15 دن گزارے اور وادی میں موجود بدھ مجسموں کے ساتھ ساتھ کچھ مندروں کے مقام کو بھی بیان کیا، جس سے سائنس نے ان کی کے مزید Xuanzang معلومات کو بالکل درست قرار دیا۔ بیانات کی بنیاد پر، یہ فرض کیا جاتا ہے کہ آج کل معلوم ایک ہزار غاروں میں سے کم از کم نصف آباد ہوئے ہوں گے۔ تقریباً ایک سو سال بعد، 727 میں، کوریائی راہب نے بامیان کو خطے کے شمال اور Hyecho (Hui Chao) جنوب میں مسلم عرب فوجیوں کی موجودگی کے باوجود ایک آزاد اور طاقتور مملکت کے طور پر بیان کیا۔

قریب ہی ایک پہاڑ کی چٹان کے چہرے پر، تین بڑے مجسمے 4,000 فٹ کے فاصلے پر تراشے گئے تھے۔ ان میں سے ایک بدھا کا 175 فٹ (53 میٹر) اونچا مجسمہ تھا ، جو دنیا کا سب سے اونچا ہے۔ قدیم مجسمہ پانچویں صدی میں کشان دور میں تراشی گئی تھی۔ ان مجسموں کو طالبان نے مارچ 2001 میں اس بنیاد پر تباہ کر دیا تھا کہ یہ اسلام کی توہین ہیں۔ ان کی دوبارہ تعمیر کے لیے محدود کوششیں کی گئی ہیں، جن میں کامیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔ بامیان میں دو بڑے بدھوں کو تباہ کرنا 26 فروری 2001 کو افغانستان کے ثقافتی فن اور تاریخ کے خلاف شاندار اور بدترین حملوں میں سے ایک تھا۔ تمام خبروں میں اس کے بارے میں دنیا بھر میں رپورٹس تھیں۔ یہ سب طالبان کے انتہا پسند دہشت گرد مولویوں کے کمانڈنٹ کی طرف سے تاریخ کو مسخ کرنے کے بارے میں ہے۔ [24]

ایک وقت میں، دو ہزار راہب ریت کے پتھر کی چٹانوں کے درمیان غاروں میں مراقبہ کرتے تھے۔ افغانستان میں جنگوں کے طویل سلسلے سے پہلے بھی یہ غار سیاحوں کی توجہ کا ایک بڑا مرکز تھے۔ تباہ شدہ مجسموں کے پیچھے غاروں میں دنیا کی قدیم ترین آئل پینٹنگز دریافت ہوئی ہیں۔ یورپی سنکروٹون ریڈی ایشن فیسیلٹی کے سائنسدانوں نے تصدیق کی ہے کہ تیل کی پینٹنگز، غالباً اخروٹ یا پوست کے بیجوں کے تیل کی، 5 ویں سے 9 ویں صدی کی 50 غاروں میں سے 12 میں موجود ہیں۔ دیواروں میں عام طور پر سیسے کے مرکب کی ایک سفید بیس پرت ہوتی ہے، اس کے بعد قدرتی یا مصنوعی روغن کی اوپری تہہ یا تو رال یا اخروٹ یا پوست کے بیجوں کے خشک کرنے والے تیل کے ساتھ مل جاتی ہے۔ ممکنہ طور پر، پینٹنگز ان فنکاروں کا کام ہو سکتا ہے جنہوں نے شاہراہ ریشم پر سفر کیا تھا۔[26]

2003 سے 2013 تک، ایک صوبائی تعمیر نو کی ٹیم
بامیان میں مقیم تھی، جو پہلے امریکی افواج کے زیر
انتظام تھی، اور اپریل 2003 سے، نیوزی لینڈ ڈیفنس
فورس کے اہلکاروں کے ذریعے، جس نے صوبائی تعمیر نو
کور کا thٹیم بنائی تھی ۔ علاقے میں 34 ویں ڈویژن، 4
حصہ، کریم خلیلی سے وابستہ تھا ۔ [27] بامیان تخفیف
اسلحہ، تخفیف کاری اور دوبارہ انضمام کے افغان نئے آغاز
کے پروگرام کے پہلے پائلٹ مراکز میں سے ایک تھا ۔ 4
جولائی 2004 کو بامیان میں تخفیف اسلحہ کا آغاز ہوا،
[28] اور 15 جولائی 2004 کو بامیان میں اس وقت کی
افغان فوج کے 34ویں اور 35ویں ڈویژن کے سپاہیوں
سمیت تخفیف اسلحہ جاری رکھا گیا ، جسے اکثر افغان
ملٹری یا ملیشیا فورسز کہا جاتا ہے۔ [29]

2003 سے 2013 تک، ایک صوبائی تعمیر نو کی ٹیم بامیان میں مقیم تھی، جو پہلے امریکی افواج کے زیر انتظام تھی، اور اپریل 2003 سے، نیوزی لینڈ ڈیفنس فورس کے اہلکاروں کے ذریعے، جس نے صوبائی تعمیر نو ٹیم بنائی تھی ۔ علاقے میں 34 ویں ڈویژن، 4 thکور کا حصہ، کریم خلیلی سے وابستہ تھا ۔ [27] بامیان تخفیف اسلحہ، تخفیف کاری اور دوبارہ انضمام کے افغان نئے آغاز کے پروگرام کے پہلے پائلٹ مراکز میں سے ایک تھا ۔ 4 جولائی 2004 کو بامیان میں تخفیف اسلحہ کا آغاز ہوا، [28] اور 15 جولائی 2004 کو بامیان میں اس وقت کی افغان فوج کے 34ویں اور 35ویں ڈویژن کے سپاہیوں سمیت تخفیف اسلحہ جاری رکھا گیا ، جسے اکثر افغان ملٹری یا ملیشیا فورسز کہا جاتا ہے۔ [29]

SHAHR-I-ZOHOK
(RED CITY)
BAMYAN PROVINCE
AFGHANISTAN
JOURNAL
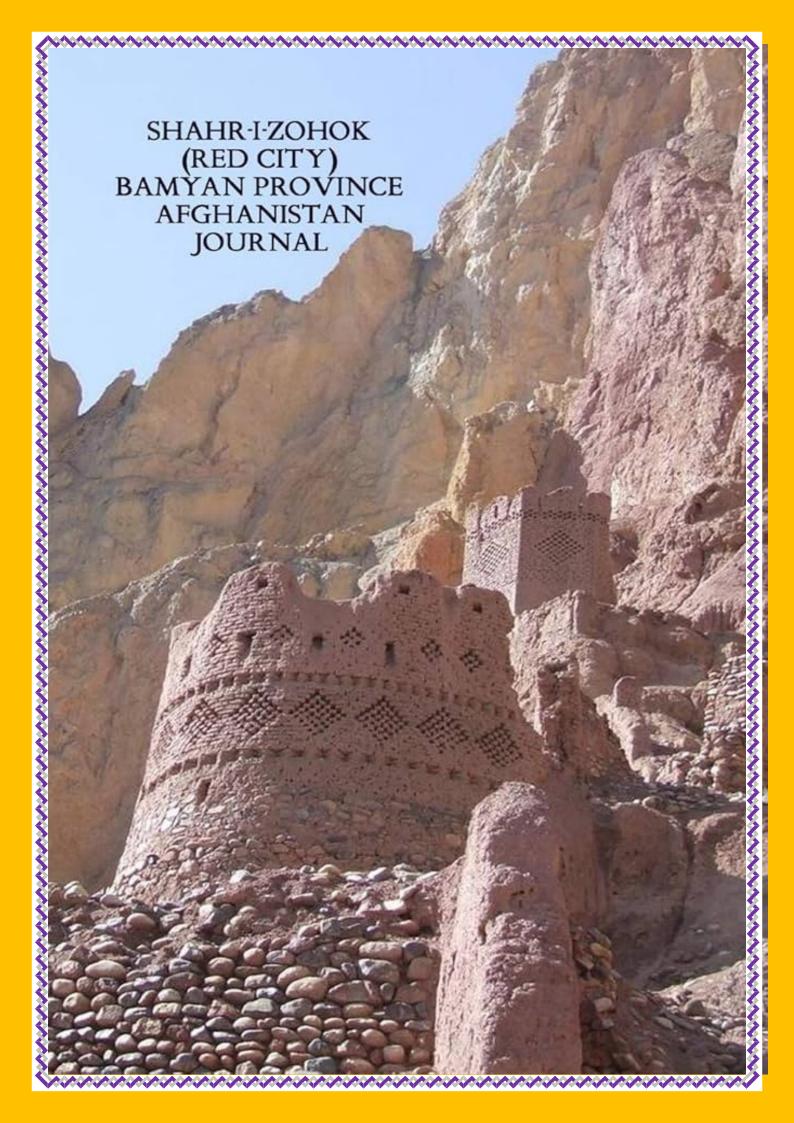
لُٹیرا محمود غزنوی
افغانستان کی
ہِندُوؤں کی تمام
مندروں کو لُوٹنے
کے بعد موجودہ
ہندوستان کی
مندروں کو لُوٹنے کا
پلان بنایا

Ghazni Province
(Powell Collection)
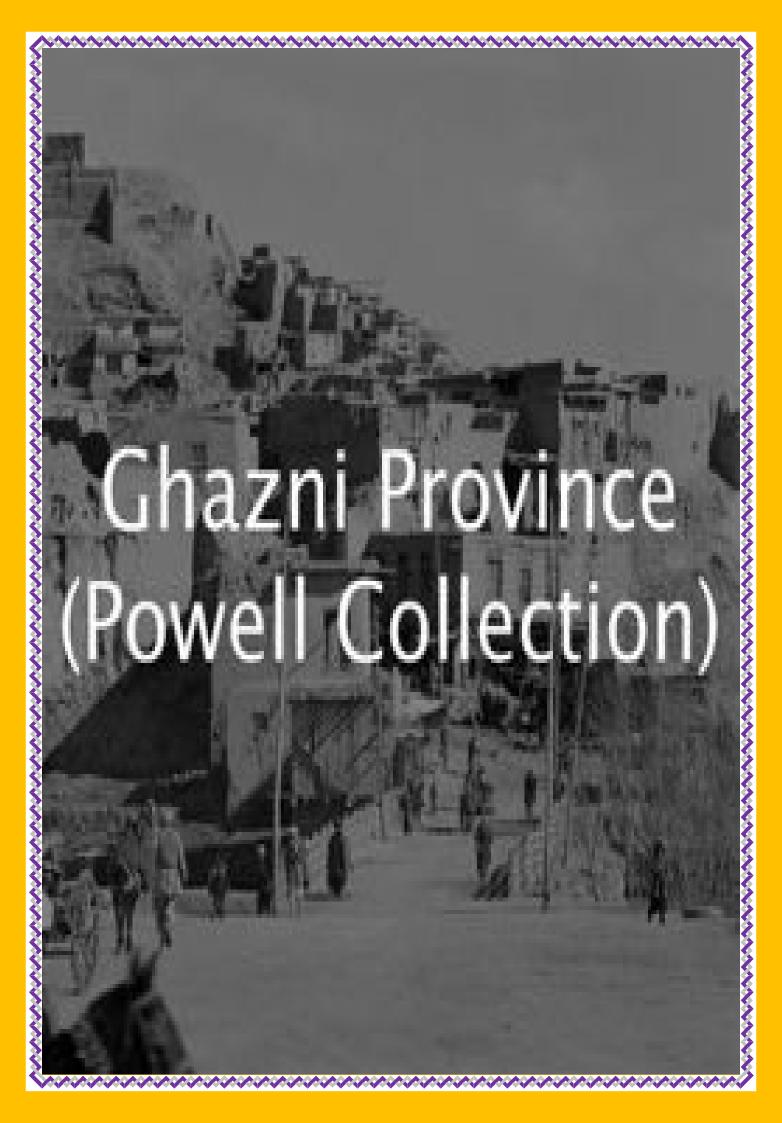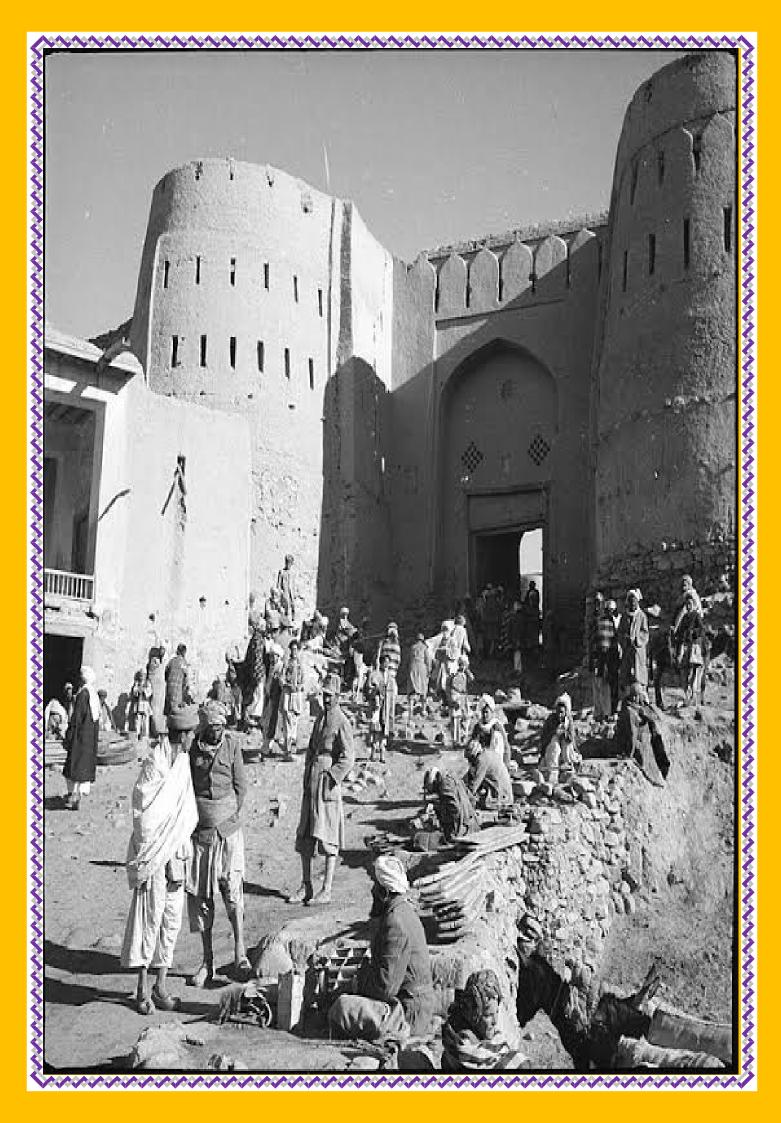
اگر محمود غزنوی
بُت شِکَن تھا تو
اُس کو، بامیان میں
بھگوان بُدھ کی
125 فِٹ اور 180
فِٹ اُونچی مورتیاں
کیوں نہ دِکھی ؟

باميان کے بدھ

یونیسکو کا عالمی ثقافتی ورثہ
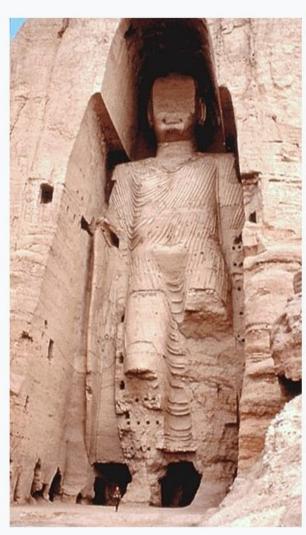
بڑا 55 میٹر (180 فٹ) "مغربی بدھ"

چھوٹا 38 میٹر (125 فٹ) ""مشرقی بدھ

مارچ 2001 میں طالبان کے ہاتھوں تباہ ہونے سے پہلے دونوں بدھوں کی تصاویر۔ کاربن ڈیٹنگ نے طے کیا کہ مغربی بدھ 591-644 عیسوی کے آس پاس اور مشرقی بدھ 544-595 عیسوی کے اردگرد تعمیر کیا گیا تھا۔ [1][2]

بامیان کے بدھ

مضمون بات کرنا

بامیان کے بدھ (پشتو : د باميانو بودايي پڑی ، دری : تندیس‌های بودا در بامیان) افغانستان کی وادی بامیان میں ممکنہ طور پر چھٹی صدی [3] کے دو یادگار بدھ مجسمے تھے ۔ کابل کے شمال مغرب میں 130 کلومیٹر (81 میل) کے فاصلے پر ، 2,500 میٹر (8,200 فٹ) کی بلندی پر واقع ہے، بدھوں کے ساختی اجزاء کی کاربن ڈیٹنگ نے یہ طے کیا ہے کہ چھوٹا 38 میٹر (125 فٹ) "مشرقی بدھا" بنایا گیا تھا۔ تقریباً 570 عیسوی، اور اس سے بڑا 55 مغربی بدھا" 618 عیسوی کے آس پاس" (180 ft) میٹر تعمیر کیا گیا تھا، جو اس وقت سے ہے جب ہیفتھلائٹس اس علاقے پر حکومت کرتے تھے۔ [2] [4] [5] تاریخی افغان بدھ مت کے یونیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کے طور پر ، یہ شاہراہ ریشم پر بدھ مت کے ماننے والوں کے لیے ایک مقدس مقام تھا ۔ ،تاہم ، مارچ 2001 میں‌دونوں مجسموں کو

Buddhas of Bamiyan

Article Talk

The **Buddhas of Bamiyan** (Pashto: د باميانو بودايي پژې, Dari: تندیس‌های بودا در بامیان) were two possibly 6th-century[3] monumental Buddhist statues in the Bamiyan Valley of Afghanistan. Located 130 kilometres (81 mi) to the northwest of Kabul, at an elevation of 2,500 metres (8,200 ft), carbon dating of the structural components of the Buddhas has determined that the smaller 38 m (125 ft) "Eastern Buddha" was built around 570 CE, and the larger 55 m (180 ft) "Western Buddha" was built around 618 CE, which would date both to the time when the Hephthalites ruled the region.[2][4][5] As a UNESCO World Heritage Site of historical Afghan Buddhism, it was a holy site for Buddhists on the Silk Road.[6]
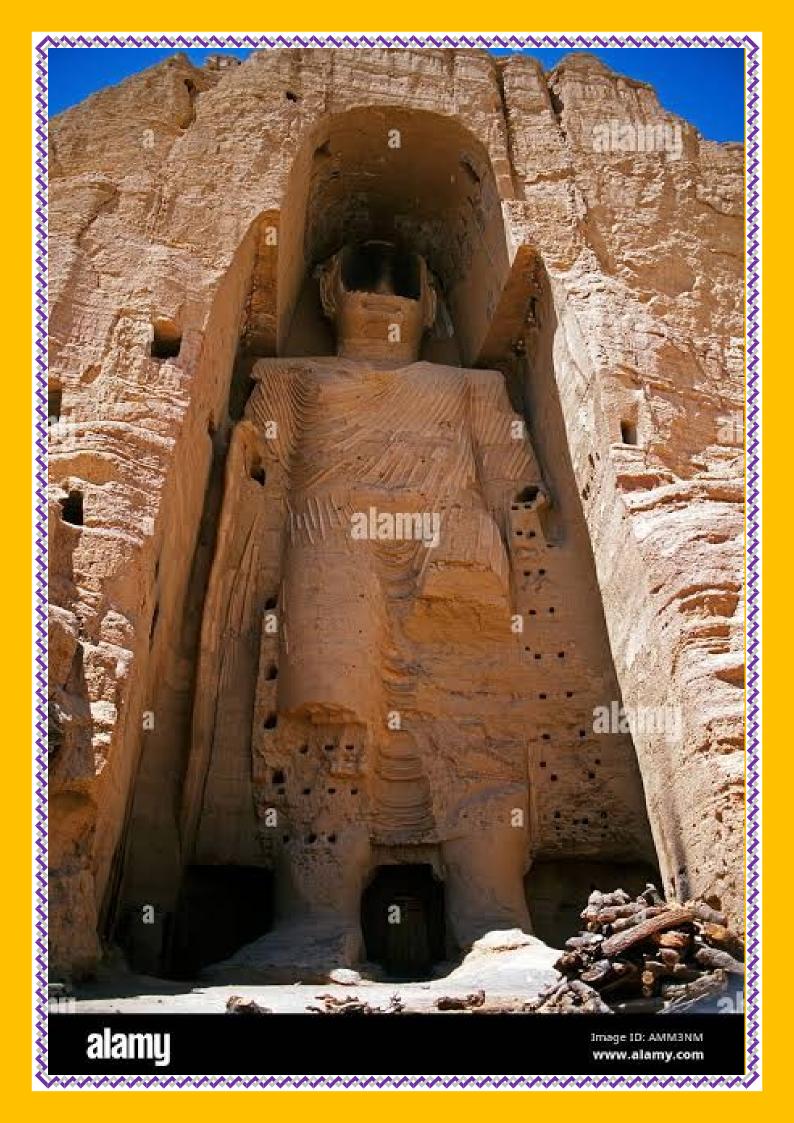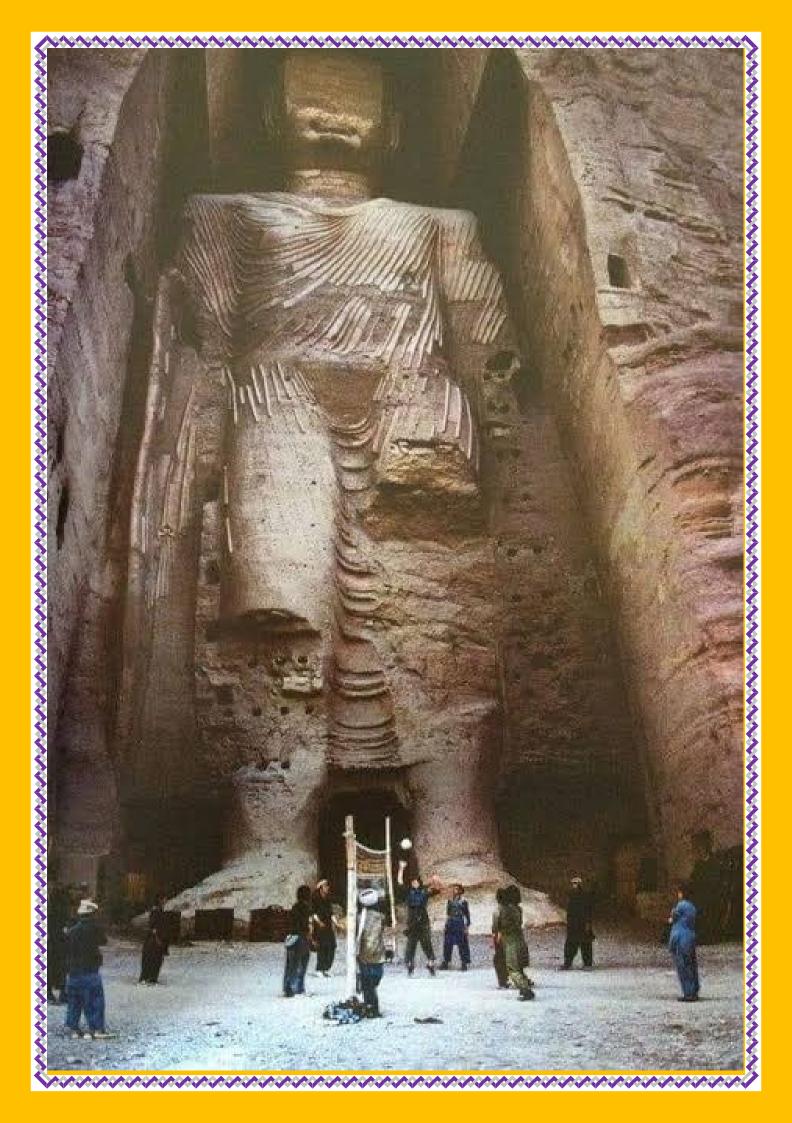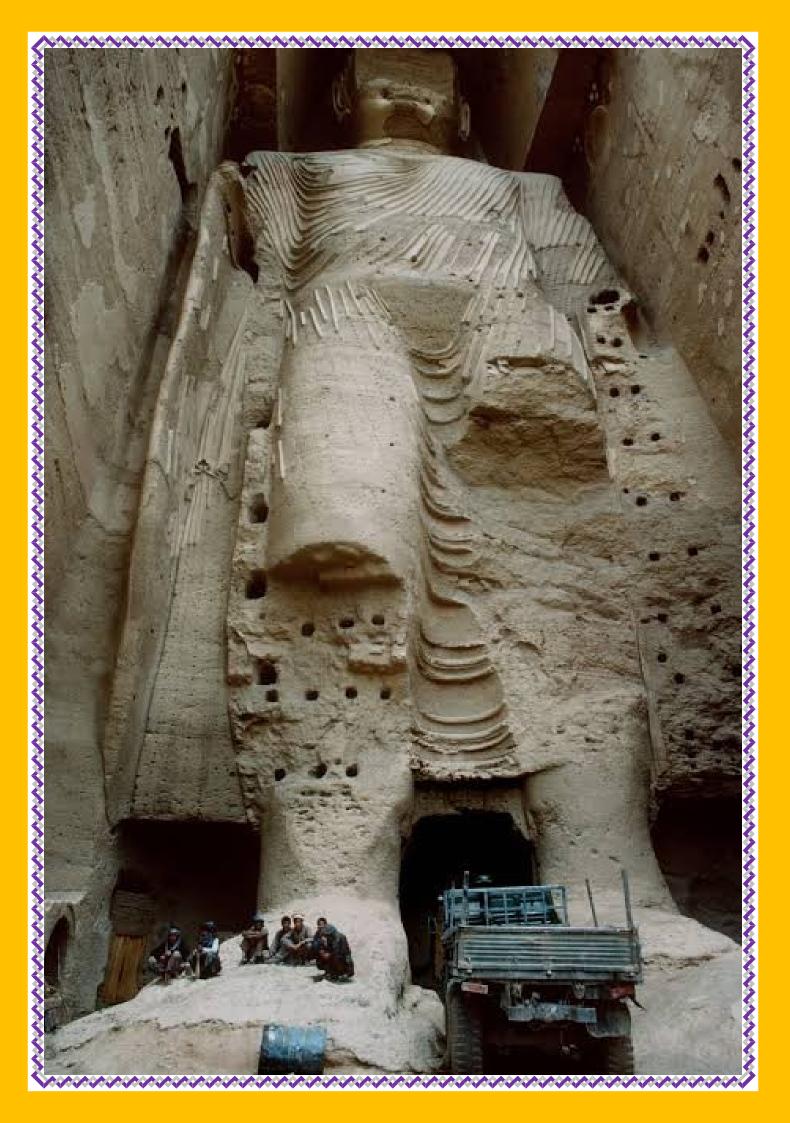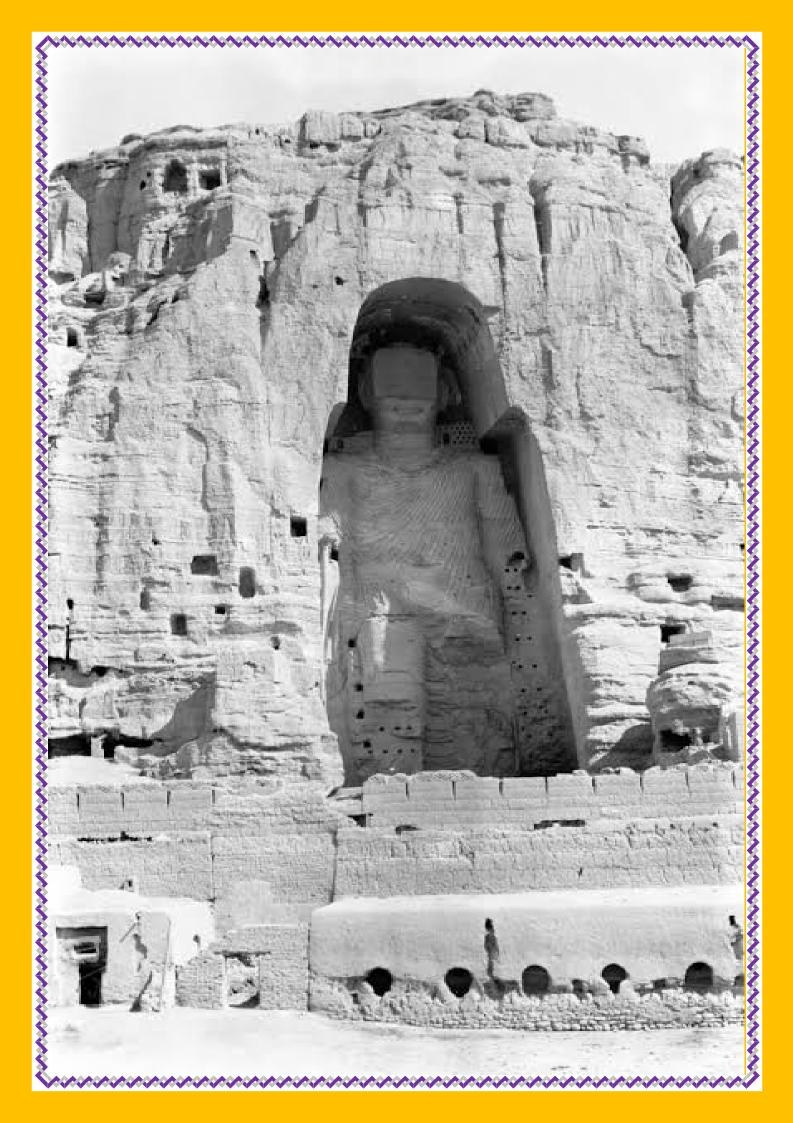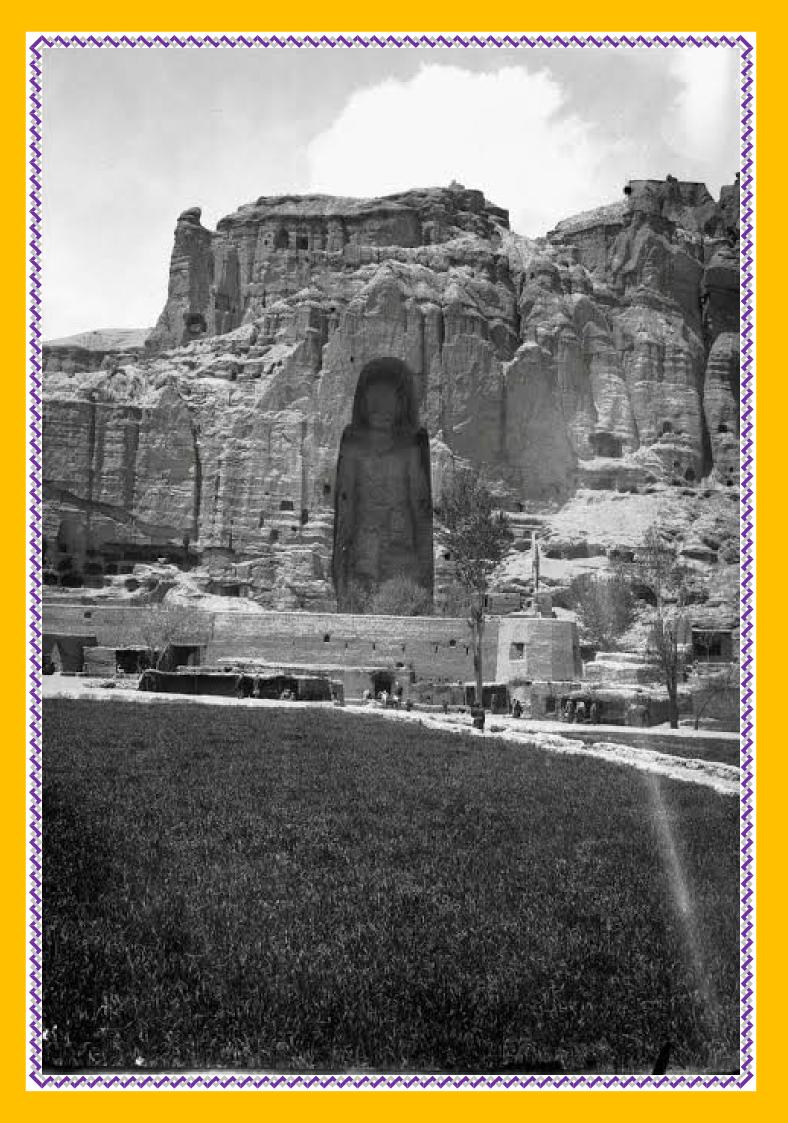
جو غزنی سے
صرف ایک سو
پچاس کلومیٹر
دُور شمال میں
موجود تھی

Ghazni
Bamyan
باميان
Foladi
فولادی
Behsud
مرکز بهسود
Paghman
پغمان
Jaghatu
جغتو ولسوالی
Ghazni
غزني
80 km
3D
Measure
Move the map and add points to measure distances and area
Length
150,588.55 m

Ghazni
کابل
Islamabad
اسلام آباد
LADAKH
JAMMU AND
KASHMIR
HIMACHAL
PRADESH
Lahore
لاہور
Pakistan
PUNJAB
UTTARAKHAND
HARYANA
Jaipur
जयपुर
RAJASTHAN
GUJARAT
MADHYA
PRADESH
Ahmedabad
અમદાવાદ
700 km
Surat
3D
Measure
Move the map and add points to measure distances and area
Length
3,355,220.48 m

لیکن تین ہزار

کلومیٹر دُور مُلتان،

قنوج، میرٹھ،

مَتُھرا، اجمیر،

کالنجر قلعہ ہوتے

ہوئے چل کر

سومنات مندر کا بُت

توڑنے پہنچ گیا

بھگوان سومنات
کی ہی بین النہرین
میں سین إله،
عرب میں آلهة
قمرية اور عم
(إله) کے نام سے
پوجا ہوتی تھی

آلهة قمرية

الآلهة المرتبطة برمز القمر

تعرف **آلهة القمر** في الميثولوجيا بأنها الآلهة المرتبطة برمز القمر.[1] وتملك هذه الآلهة وظائف وعادات مختلفة تبعاً للثقافة المتبنية لهذه الآلهة. غالب هذه الآلة تكون عادةً في عداء مع آلهة الشمس. وتكون آلهة القمر أما ألهة مذكرة أو مؤنثة ولكنها بالعموم على عكس جنس آلهة الشمس. ولقد ذكرت آلهة القمر في الأساطير السومرية باسم إنّانا.

سين (إله)

إله القمر في الأساطير السومرية

سين هو اسم لإله القمر في بلاد بابل وآشور، معروف كذلك باسم نانار أو نانا وتعني المنير.[1][2][3] والمركزان الرئيسيان لعبادته كانا أور في الجنوب وحران في الشمال، لكن الطائفة انتشرت إلى مراكز أخرى في فترة مبكرة، ومعابد إله القمر موجودة في كل المدن الكبرى لممالك بابل وآشور. وهو يعرف عموما باسم إن زو أو سيد الحكمة وهذه الخاصية تعلقت به في كل الفترات. أثناء الفترة (حوالي 2600 – 2400 قبل الميلاد) مارست أور نفوذا كبيرا في سيادتها على وادي الفرات، اعتبر سين رئيس مجمع الآلهة طبيعيا. وفي هذه الفترة يمكن أن تتبع الأسماء التي تلقب بها الإله مثل «أب الآلهة»، «رئيس الآلهة»، «خالق كل الأشياء»، وما شابه، كما كان إله الشمس هو الرئيسي بين المزراعين.

عم (إله)

عمّ (بالمسند: 𐩲𐩣) هو إله قمري في جنوب الجزيرة العربية قبل الإسلام، وكان الإله القومي لمملكة قتبان اليمنية القديمة. وهو الراعي والحامي لأهل قتبان الذين يطلق عليهم تسمية "ولد عم" (أبناء الإله عم)، كان حامياً لأراضيهم وأملاكهم وتجارتهم ومواشيهم وكانوا يقيمون منشآتهم كالمدن وغيرها بأمر منه وبحمايته، وكان حكّام قتبان يتقربون إليه ببناء المعابد له، ويوقفون له الأراضي الزراعية.[1]

عم	
مركز العبادة الرئيسي	دثينة
كون	القمر
الديانة	وثنية

الاسم والرمزية

يتفق الباحثون على أن اسم الإله عم يعني العَمّ (شقيق الأب)، إذ يعكس فكرة العلاقة الأسرية بين الشعب والآلهة، ولكن البعض يرى ان تسميته "عم" مجرد كنية خلفها اسم منسي. وكان يرمز له بالهلال والقرص وبحيوانات الثور والوعل، وكذلك برمز كتابي يتكون من حرفي (هـ ل) بخط المسند (𐩠𐩡) متداخلان، وتظهر أهميته من خلال اتخاذ الحكّام أسماءاً تشير إلى القمر مثل شهر وهلال. كما أطلق القتبانيون اسم "عم" على أحد الشهور التي أرخوا بها.[1]

التاريخ

يظهر اسم الإله عم في النقوش العربية الجنوبية منذ القرن الثامن قبل الميلاد وحتى حوالي عام 300 للميلادي، مما يعني استمرار عبادته حتى بعد سقوط مملكة قتبان بين عامي 170-175 للميلاد.[1]

عرب کے ام القریٰ، وادیِ بَکّہ میں ہی چاند دیوتا کا بہت بڑا مندر تھا، جس کی مناسبت سے ہی اُس بستی کا نام اُم القریٰ، وادیِ بَکّہ پڑا تھا

محمود غزنوی، لُٹیرا سلطان محمود انتہائی بدصورت آدمی تھا منہ پر چیچک کے داغ تھے، اسے خود بھی اپنی بدصورتی کا احساس تھا

محمود غزنوی نے
1001 عیسوی سے
قندھار، پشاور میں
ہندوؤں کی تمام
مندروں کو توڑتا ہوا
1025-26 عیسوی
کو سومنات پہنچا

تمام مرد ہندوؤں کو
قتل کر دیا، مندر کو
توڑ کر تباہ کر دیا
سومنات کے مندر
کے بڑے بُت کو
ٹکڑے ٹکڑے کر
کے

محمود غزنوی نے
صرف سومنات کی
مندر کو لُوٹنے
کے لئے 55 ہزار
ہِندُوؤں کو مولی،
گاجر کی طرح کاٹ
ڈالا

مندر کے تمام سونا،
چاندی، ہیرا و
جواہرات کو لُوٹ لیا
ہندوؤں کی ہزاروں
لڑکیوں کو پکڑ کر
اپنے ساتھ لے گیا
سومنات سے جاتے
وقت مندر کے بڑے

بُت کے تمام ٹکڑے
ساتھ لے گیا
مندر کے بڑے بُت
کے دو ٹکڑے مکّہ
اور مدینہ بھیجا
،تیسرا ٹکڑا غزنی
کی جامع مسجد کے
صحن میں اور چوتھا

ٹکڑا جامع مسجد کے دروازے پر رکھا تعکہ تمام مسلمان قرآن کی سورۃ التوبۃ کی

قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ (14)

آیت پر عمل کرتے ہوئے، تمام ہندوؤں کو ذلیل کرتے ہوئے اُسی بُت کو پیروں تلے کُچلتے ہوئے مسجد میں جائیں

ہندوستان کی مکمل تاریخ

تاریخ فرشتہ

اوّل

محمد قاسم فرشتہ

ترجمہ
عبدالحئی خواجہ (مشفق خواجہ)

المیزان
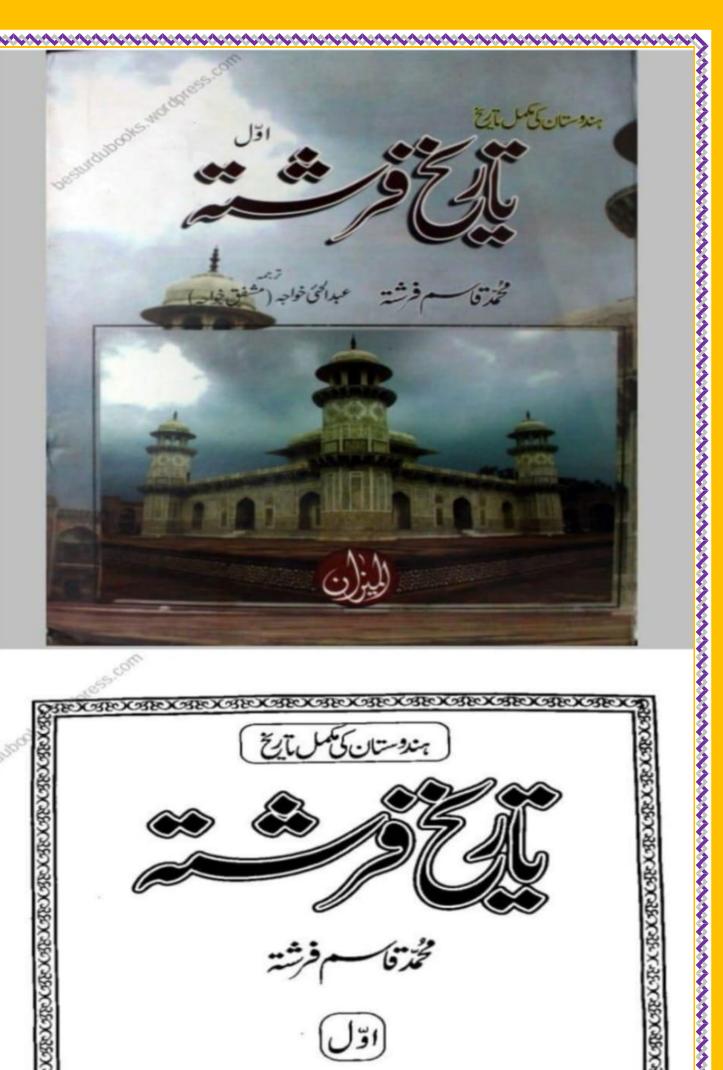
سومنات کے مندر کے
بڑے بُت کا وہ ٹکڑا آج
بھی غزنی میں وہیں
رکھا ہوا ہے اور
مسلمان آج بھی قرآن
پر عمل کر رہے ہیں
محمد قاسم فرشتہ کی
تاریخ فرشتہ، جلد اوّل،
صفحہ نمبر 80

کے ان کی کشتیوں کو غرق آب کر دیا۔

فتح سومنات کے بعد

جب ہندوؤں کی طرف سے پوری طرح اطمینان ہو گیا تو سلطان محمود اپنے بیٹوں اور معززین سلطنت کو ساتھ لے کر قلعے میں داخل ہوا۔ اور قلعے کے ہر ہر حصے کو بغور دیکھنے لگا عمارت کو دیکھنے کے بعد سلطان محمود ایک اندرونی راستے کے ذریعے بت خانے میں پہنچا اس نے دیکھا کہ بت خانہ اپنے طول و عرض کے لحاظ سے اچھا خاصہ بڑا تھا اس کی وسعت کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کی چھت چھپن (۵۶) ستونوں پر قائم تھی۔ بت خانے میں سومنات رکھا ہوا تھا۔ اس بت کی لمبائی پانچ (۵) گز تھی جس میں دو (۲) گز زمین کے اندر گڑا ہوا تھا۔ اور تین (۳) گز اوپر نظر آتا تھا' یہ بت پتھر کا بنا ہوا تھا۔ جب محمود کی نظر اس پر پڑی تو اس کی اسلامی غیرت کے جوش نے شدت اختیار کی۔ لہٰذا اس نے گرز سے جو اس کے ہاتھ میں تھا' ایک کاری ضرب لگائی اور اس بت کا منہ ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ اس بت میں سے پتھر کے دو ٹکرے کاٹ کر علیحدہ کیے جائیں اور غزنی بھجوا دیئے جائیں ان میں سے ایک ٹکڑا جامع مسجد کے دروازے پر اور دوسرا ایوان سلطنت کے صحن میں رکھا جائے۔ (اس حکم کی تعمیل کی گئی) چنانچہ اس وقت سے لے کر اب تک چھ سو (۶۰۰) سال کا زمانہ گزرنے کے باوجود یہ ٹکڑے وہیں رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ سومنات کے بت سے دو اور ٹکڑے علیحدہ کیے گئے' جو مکے اور مدینے بھیجے گئے تاکہ انہیں عام راستے میں رکھ دیا جائے اور لوگ انہیں دیکھ کر سلطان محمود کی ہمت و جرات کی داد دیں۔

تاریخ میں یہ واقعہ پوری صحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت سلطان محمود نے سومنات کے بت کو پاش پاش کرنے کا ارادہ کیا تو اس وقت برہمنوں کے طبقے نے معززین سلطنت کے توسط سے سلطان سے درخواست کی کہ اس بت کو نہ توڑا جائے اور یونہی چھوڑ دیا جائے۔ ہندوؤں نے اس کے عوض دولت کی ایک بہت بڑی مقدار دینے کا وعدہ کیا معززین سلطنت نے ہندوؤں کی اس درخواست کو سلطان تک پہنچاتے وقت یہ خیال ظاہر کیا کہ اس درخواست کو قبول کر لینے میں ہمارا فائدہ ہے۔ بت کو توڑ ڈالنے سے نہ تو بت پرستی کی رسم اس شہر سے مٹ سکتی ہے اور نہ ہمیں کوئی فائدہ ہو گا اگر ہم اس بت کو نہ توڑنے کے معاوضے میں کوئی معقول رقم قبول کر لیں گے تو اس سے غریب مسلمانوں کا فائدہ ہو گا۔ اس کے جواب میں محمود نے ان سے کہا تم جو کہتے ہو وہ صحیح ہے لیکن اگر تمہارے کہنے پر چلوں گا تو میرے بعد دنیا مجھے "محمود بت فروش" کے نام سے یاد کرے گی اور اگر میں اس بت کو پاش پاش کروں گا تو مجھے "محمود بت شکن" کے نام سے یاد کرے گی۔ مجھے تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں مجھے محمود بت شکن پکارا جائے۔ نہ کہ "محمود بت فروش" محمود کی نیک نیتی اسی وقت رنگ لائی اور جس وقت اس بت کو توڑا گیا تو اس کے پیٹ میں سے ان گنت اور بیش قیمت جواہر اور اعلیٰ درجے کے موتی نکلے۔ ان سب جواہرات کی قیمت برہمنوں کی پیش کردہ رقم سے سو (۱۰۰) گنا زیادہ تھی۔

لفظ سومنات کی اصل

"حبیب السیر" میں لکھا ہے کہ تمام مورخین اس امر سے متفق ہیں کہ "سومنات" اس مخصوص بت کا نام تھا جسے ہندوستان کے تمام باشندے بتوں کا سردار مانتے ہیں' لیکن حضرت "شیخ فرید الدین عطار" کے قول کی رو سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ لفظ "سومنات" "سوم" "اور نات" سے مرکب ہے "سوم" مندر کا نام ہے اور "نات" اس بت کا جو مندر میں رکھا ہوا تھا۔ اس عاجز مورخ فرشتہ کی رائے یہ ہے کہ جو کچھ قدیم مورخین نے لکھا ہے وہ درست ہے اور حضرت عطار کا قول بھی ان مورخین کے بیان کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ لفظ "سومنات" "سوم" اور "نات" سے مرکب ہے۔ لیکن "سوم" اس راجہ کا نام ہے جس نے یہ بت بنایا اور "نات" خود اس بت کا علم ہے دونوں لفظ استعمال کی کثرت کی وجہ سے "بعلبک" کی طرح ایک ہو گئے۔ اور یہ مفرد لفظ اس بت کا نام پڑ گیا بلکہ یہاں تک ہوا کہ

INTERNET
ARCHIVE
ہندوستان کی مکمل تاریخ
اوّل - دوم
تاریخ فرشتہ
ترجمہ
محمد قاسم فرشتہ
عبدالحئی خواجہ (مشفق خواجہ)

منہاج سراج نے بھی
اپنی تصنیف
تبقات ناصری میں
صفحہ نمبر 19، 20
اور 21 پر
محمود غزنوی کا
سومنات کے مندر کو
توڑنے کا واقعہ تفصیل
سے لکھا ہے

هُوَ السُّلطان

طبقاتِ ناصری

مصنفہ

منہاج سراج

مع مقدمہ و فہارس وغیرہ

بسعی کمترین بندگاں

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی

کتاب خانہ نورس کبیر سٹریٹ اردو بازار لاہور

بار اول

۱۹۵۲ء

قیمت ۳ روپے ۱۲

داد کہ حق تعالیٰ ترا پسری داد، سبکتگین شادمانہ گشت و گفت پسر را محمود نام کرده م
و ہم دران شب کہ ولادت او بود بُت خانۂ بہند کہ در حدودِ پرشاور بود بر لب آب
سندھ لشکست و اُو را مناقب بسیارت و مشہور و طالع او با طالع صاحب ملت
اسلام موافق بود۔ و در سنہ سبع و ثمانین و ثلثمائۃ بہ بلخ رفت بر تخت بادشاہی
نشست و تشریف دار الخلافۃ پوشید و درین عہد مسند خلافت بامیر المومنین القادر
باللہ مزین بود۔ چون بہ بادشاہی نشست اثر او در اسلام بر جہانیان ظاہر گشت کہ
چندین ہزار بت خانہ را مسجد گردانید و شہرہای ہندوستان بگشاد و رایانِ ہند
را مقہور گردانید و جے پال را کہ بزرگ ترین رایان ہند بود بگرفت و در منیدید بخراسان
برداشت و بفرمود تا بہشتاد درم اورا بخریدند و لشکر بجانب نہرواله و گجرات بُرد
و منات را از سومنات بیاورد و چہار قسمت کرد یک قسم بر در مسجد جامع غزنین نہاد و یک
قسم بر در کوشک سلطنت و یک قسم بہ مکہ و یک قسم بمدینہ فرستاد۔ و درین فتح عنصری
قصیدۂ مطول گفتہ است این دو بیت آوردہ شد۔

شعر

تا شاہِ خسرواں سفرِ سومنات کرد
آثارِ غزو را علمِ معجزات کرد
شطرنجِ ملک باخت ملک با ہزار شاہ
ہر شاہ را بلعبِ دگر شاہ مات کرد

و درین سفر آنچہ از کرامات او ظاہر شد یکے آن بود کہ چون از سومنات باز
گشت بزمین سندھ و منصورہ خواست تا براہ بیابان لشکر اسلام را از ان دیار بیرون آورد

فرمود تا راهبران را حاصل کردند، هندوئی پیش آمد و دلالت راه قبول کرد، شاه

با لشکر اسلام رو براه آورد چون یک شبانه روز راه قطع کردند و وقت منزل کردن لشکر

آمد چندانکه آب طلب کردند بهیچ طرف نیافتند سلطان فرمود تا دلیل را پیش آوردند

و تفحص کردند، آن هندو که دلیل بود گفت من خود را فدائی بت سومنات کردم و

ترا و لشکر ترا درین بیابان آوردم که هیچ طرف آب نیست تا هلاک گردند سلطان

فرمان داد تا آن هندو را بدوزخ فرستادند و لشکر را منزل فرمود و صبر کرد تا شب

در آمد از لشکر بیک طرف رفت و روئی بر زمین نهاد و از حضرت ذوالجلال والاکرام

بتضرع خلاص طلبید، چون شب پاسی بگذشت بر طرف شمال از لشکر روشنائی ظاهر شد

سلطان فرمود تا لشکر در عقب او بدان طرف روان شدند چون روز شد حق تعالی لشکر

اسلام را بمنزلی رسانید که آب بود و همه مسلمانان بسلامت ازان بلا خلاص یافتند

رحمه الله۔ حق تعالیٰ آن بادشاه را کرامات و علامات بسیار داده بود و از آلت

و عدت و تجمل آنچه او را بود بعد ازو هیچ بادشاهی را جمع نشد و دو هزار و پانصد

پیل بود بر درگاه او و چهار هزار غلام ترک وشاق که در روز بار بر میمنه و میسره تخت

بایستادندی و دو هزار ازان غلامان با کلاه چهار پر با گرزهای زرین بر اثنای او

بودندی - و دو هزار غلام با کلاه دو پر با گرزهای سیمین بر چپای او ایستادندی

آن بادشاه بمردی و شجاعت و عقل و تدبیر و رایهای صواب ممالک اسلام را که بر

طرف مشارق بود بگرفت و تمامت عجم از خراسان و خوارزم و طبرستان و عراق

و بلاد نیم روز و پارس و جبال و غور و طخارستان همه در ضبط بندگان او آمد و

برد و قدر خان با او دیدار کرد و خانان ترک با او دیدار کردند و او را خدمت کردند
و در بیعت او آمدند و بالتماس ایشان پسر سلجوق را که همه خانان ترک بجلادت او
درمانده بودند با اتباع ایشان از جیحون بطرف خراسان بگذرانید و عقلای آن عصر این
معنی را از روی خطا دیدند که ملک فرزندان او در سر ایشان شد و بزمین عراق رفت
و آن بلاد را فتح کرد و عزیمت خدمت دار الخلافه کرد و هم بفرمان امیر المومنین
بازگشت و بغزنین آمد و در گذشت و مدت عمر او شصت و یک سال بود و عهد ملک
او سی و شش سال بود۔ و وفات او در سن احدی و عشرین و اربعمائة بود رضی الله عنه حق
تعالی سلطان معظم ناصر الدنیا والدین ابو المظفر محمود بن التمتش السلطان را بر تخت سلطنت
باقی و پاینده داراد آمین رب العالمین ٭

الثالث محمد بن محمود جلال الدوله

جلال الدوله محمد مردی فاضل و نیکو سیرت بود و از وی اشعار غریبه بسیار روایت
کنند و چون سلطان محمود رحمه الله پدرش از دار فنا بدار بقا رحلت کرد و سلطان مسعود
رحمه الله برادرش بعراق بود ملوک و اکابر دولت محمودی باتفاق سلطان محمد را[1] بر تخت
غزنین نشاندند در سنه احدی و عشرین و اربعمائة اما او مردی نرم مزاج بود و
قوت دل و ضبط ممالک نداشت جماعتی که دوستداران مسعود بودند به نزدیک
او مکتوب فرستادند بعراق و سلطان مسعود از عراق به عزیمت غزنین لشکر عراق و

---

(۱) اسمای اولاد سلطان محمد ۔ مؤید الدوله احمد ۔ عبد الرحمن ۔ عبد الرحیم (این نام ها فقط در دو
نسخه

https://archive.org/details/azu_acku_ds38_2_ain28_1343_v1_w

سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقیٔ اُردو (ہند) نمبر ۱۵۲

کتاب الہند

البیرونی

~~۱۳۰۷۱۷~~

جلد اوّل

ترجمہ

از جناب سیّد اصغر علی صاحب

بہ نظرِ ثانی

جناب مولوی سیّد عطا حسین صاحب ایم۔ اے

سابق ناظم تعمیرات سرکارِ عالی

شایع کردہ

انجمن ترقیٔ اُردو (ہند)، دہلی

۱۹۴۱ء

قیمت (۸ ر)

https://archive.org/details/1_20250105_20250105_0958

ابو ریحان محمد بن احمد البیرونی المعروف البیرونی (ستمبر 973ء - دسمبر 1048ء) نے

اپنی کتاب، کتاب اُلہند انگریزی ترجمہ والیوم، دو، صفحہ 102 اور 103 پر

raised was the stone of Somanâth, for *soma* means the moon and *nátha* means *master*, so that the whole word means *master of the moon*. The image was destroyed by the Prince Maḥmûd—may God be merciful to him!—A.H. 416. He ordered the upper part to be broken and the remainder to be transported to his residence, Ghaznîn, with all its coverings and trappings of gold, jewels, and embroidered garments. Part of it has been thrown into the hippodrome of the town, together with the *Cakrasvâmin*, an idol of bronze, that had been brought from Tâneshar. Another part of the idol from Somanâth lies before the door of the mosque of Ghaznîn, on which people rub their feet to clean them from dirt and wet.

ciliate him, so that he ceased from his wrath. Then he spoke to them: 'But what am I to do with the fire of my wrath?' and they advised him to throw it into the ocean. It is this fire which absorbs the waters of the ocean. Others say: 'The water of the streams does not increase the ocean, because Indra, the ruler, takes up the ocean in the shape of the cloud, and sends it down as rains.'"

Page 252.

The man in the moon.

Again the *Matsya-Purâṇa* says: "The black part in the moon which is called *Śaśalaksha*, *i.e.* the hare's figure, is the image of the figures of the above-mentioned sixteen mountains reflected by the light of the moon on her body."

The *Vishṇu-Dharma* says: "The moon is called Śaśalaksha, for the globe of her body is watery, reflecting the figure of the earth as a mirror reflects. On the earth there are mountains and trees of different shapes, which are reflected in the moon as a hare's figure. It is also called *Mṛigalâñcana*, *i.e.* the figure of a gazelle, for certain people compare the black part on the moon's face to the figure of a gazelle."

Story of the leprosy of the moon.

The lunar stations they declare to be the daughters of Prajâpati, to whom the moon is married. He was especially attached to Rohiṇî, and preferred her to the others. Now her sisters, urged by jealousy, complained of him to their father Prajâpati. The latter strove to keep peace among them, and admonished him, but without any success. Then he cursed the moon (*Lunus*), in consequence of which his face became leprous. Now the moon repented of his doing, and came penitent to Prajâpati, who spoke to him: "My word is one, and cannot be cancelled; however, I shall cover thy shame for the half of each month." Thereupon the moon spoke to Prajâpati: "But how shall the trace of the sin of the past be wiped off from me?" Prajâpati answered: "By erecting the shape of the *liṅga* of Mahâdeva as an object of thy worship." This he did. The *liṅga* he

raised was the stone of Somanâth, for *soma* means the moon and *nâtha* means *master*, so that the whole word means *master of the moon*. The image was destroyed by the Prince Maḥmûd—may God be merciful to him!—A.H. 416. He ordered the upper part to be broken and the remainder to be transported to his residence, Ghaznîn, with all its coverings and trappings of gold, jewels, and embroidered garments. Part of it has been thrown into the hippodrome of the town, together with the *Cakrasvâmin*, an idol of bronze, that had been brought from Tâneshar. Another part of the idol from Somanâth lies before the door of the mosque of Ghaznîn, on which people rub their feet to clean them from dirt and wet.

The idol of Somanâth.

The *liṅga* is an image of the penis of Mahâdeva. I have heard the following story regarding it:—"A Rishi, on seeing Mahâdeva with his wife, became suspicious of him, and cursed him that he should lose his penis. At once his penis dropped, and was as if wiped off. But afterwards the Rishi was in a position to establish the signs of his innocence and to confirm them by the necessary proofs. The suspicion which had troubled his mind was removed, and he spoke to him: 'Verily, I shall recompense thee by making the image of the limb which thou hast lost the object of worship for men, who thereby will find the road to God, and come near him.'"

Origin of the Liṅga.

Varâhamihira says about the construction of the *liṅga*: "After having chosen a faultless stone for it, take it as long as the image is intended to be. Divide it into three parts. The lowest part of it is quadrangular, as if it were a cube or quadrangular column. The middle part is octagonal, its surface being divided by four pilasters. The upper third is round, rounded off so as to resemble the gland of a penis.

The construction of the Liṅga according to Varâhamihira. *Bṛihatsaṁhitâ*, chap. lviii. 53.

V. 54.—In erecting the figure, place the quadrangular third within the earth, and for the octagonal third

Another part of
the idol from
Somanâth lies
before the door of
the mosque of
Ghaznin, on
which people rub
their feet to clean
them from dirt and

سومناتھ کے بت کا
ایک اور حصہ غزنین
کی مسجد کے
دروازے کے سامنے
پڑا ہے جس پر لوگ
مٹی اور گیلے سے
صاف کرنے کے لیے
اپنے پاؤں رگڑتے ہیں

سومنات مندر اور
سومنات مندر کے
بڑے بُت کے
اُس ٹکڑے کو جو
غزنی کے جامع
مسجد کے راستے
میں رکھا ہے

جس کو پیروں
تلے روندتے
ہوئے مسلمان
مسجد میں جاتا
ہے
تفصیل سے لکھا
ہے

ALBERUNI'S INDIA.

AN ACCOUNT OF THE RELIGION, PHILOSOPHY, LITERATURE, GEOGRAPHY, CHRONOLOGY, ASTRONOMY, CUSTOMS, LAWS AND ASTROLOGY OF INDIA ABOUT A.D. 1030.

An English Edition, with Notes and Indices.

BY

DR. EDWARD C. SACHAU,

Professor in the Royal University of Berlin, and Principal of the Seminary for Oriental Languages; Member of the Royal Academy of Berlin, and Corresponding Member of the Imperial Academy of Vienna Honorary Member of the Asiatic Society of Great Britain and Ireland, London, and of the American Oriental Society, Cambridge, U.S.A.

IN TWO VOLUMES.

VOL. II.

LONDON

KEGAN PAUL, TRENCH, TRÜBNER & CO. LTD

DRYDEN HOUSE, GERRARD STREET, W.

1910

ALBERUNI'S INDIA.

AN ACCOUNT OF THE RELIGION, PHILOSOPHY, LITERATURE, GEOGRAPHY, CHRONOLOGY, ASTRONOMY, CUSTOMS, LAWS AND ASTROLOGY OF INDIA ABOUT A.D. 1030.

An English Edition, with Notes and Indices.

BY

DR. EDWARD C. SACHAU,

https://archive.org/details/2015.38305.-alberunis-india-vol-2

محمود غزنوی، غزنی
سے بار بار، 17 بار،
ہر بار ہندوستان کی
ایک نئی بڑی مندر کو
نشانہ بناتا اور مندروں
کو لُوٹتا رہا، سب سے
آخیر میں سومنات کی
مندر کو لُوٹا

دراصل محمود غزنوی کو ہندوستان کی مندروں کو لُوٹنا مقصد تھا ،دنیا بھر کے ممالک میں ہندوستان سونے کی چڑیاِ اِسی لئے کہا جاتا تھا

ایک ہزار سال
پہلے ہندوستان میں
بینک نہیں ہوا
کرتے تھے، یہی
مندریں ہی
ہندوستان کی بینک
کا کام کرتیں تھیں

ہندوستانیوں کی تمام دولت سونا، چاندی، ہیرے و جواہرات بہت بڑی تعداد میں اِنہیں مندروں میں ہی ہوا کرتے تھے

محمود غزنوی قرآن کے سورۃ الانفال کی آیت 41 کے حکم کے مطابق ہندوستان اور ہندوستانیوں کا سب کچھ لُوٹتا رہا

قرآن کریم
و ترجمهٔ معانی آن
به زبان دری
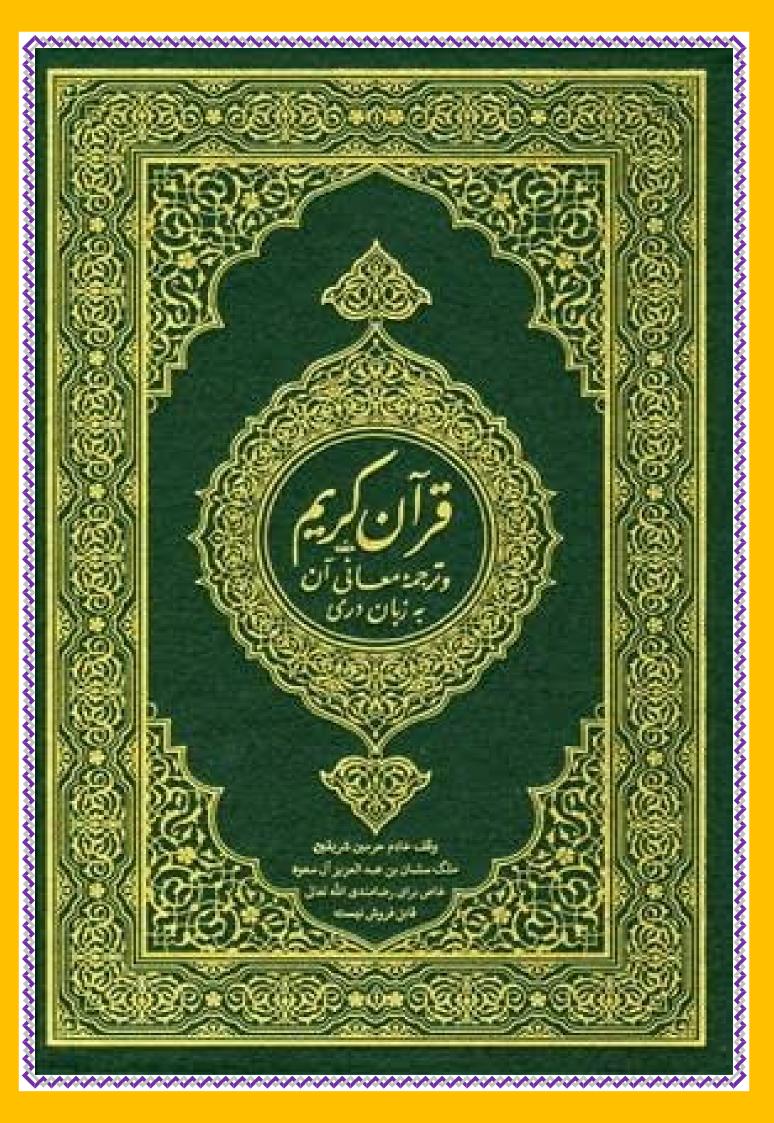
(8) سورة الانفال

(مدنی – کل آیات 75)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِؕ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (41)

(8) سورۃ الانفال

(مدنی – کل آیات 75)

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ
كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى
عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۗ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (41)

اور جان لو کہ جو کچھ تمہیں بطور غنیمت ملے خواہ کوئی چیز ہو تو اس میں
سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں اور

محمود غزنوی
ہندوستان کی دولت
کے ساتھ، ساتھ
بڑی تعداد میں
ہندوستانی عورتیں،
لڑکیاں اور بَچّوں کو
لُوٹ کر پیدل غزنی
لے جاتا تھا

محمود غزنوی
صرف قنوج سے
55 ہزار انسانوں،
عورتوں ، لڑکیوں
اور بَچّوں کو لُوٹ
کر غزنی پیدل لے
گیا تھا

گیارہویں صدی میں
ہندوستان میں غزنوی
مہمات کے دوران،
لاکھوں ہندوستانیوں
کو پکڑا گیا اور
وسطی ایشیائی
غلاموں کی منڈیوں
میں فروخت کیا گیا

During the Ghaznavid campaigns in India of the 11th-century, hundreds of thousands of Indians were captured and sold on the Central Asian slave markets; in 1014 "the army of Islam brought to Ghazna about 200,000 captives (qarib do sit hazar banda), and much wealth, so that the capital appeared like an Indian city, no soldier of the camp being without wealth, or without many slaves", and during the expedition of the Ghaznavid ruler Sultan Ibrahim to the Multan area of northwestern India 100,000 captives were brought back to Central Asia, and the Ghaznavids were said to have captured "five hundred thousand slaves, beautiful men and women".[57]

سَن 1014 عیسوی
میں اسلامی فوج
نے تقریباً
200,000 غلاموں
اور بہت زیادہ مال
و دولت کو لُوٹ کر
غزنا لے کر گئی

محمود غزنوی کا شہر
اور دارالحکومت غزنی
میں ہندوستان سے
لُوٹ کر لے گئے بڑی
تعداد میں ہندوستانیوں
کی وجہ سے، غزنی
ایک ہندوستانی شہر
دکھنے لگا، ہاییرنو۔
انگلش

Volume IV
Part Two
History of Civilizations of
CENTRAL ASIA
C.E. BOSWORTH • M.S. ASIMOV
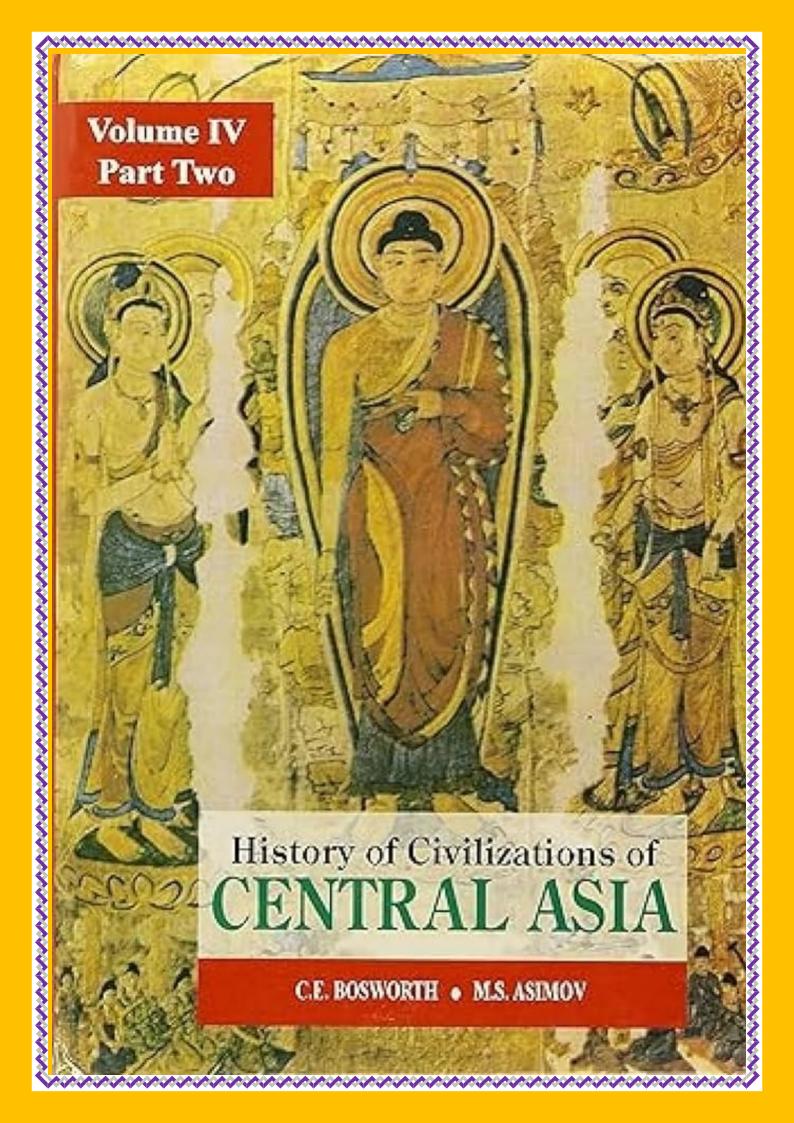
Isaac Asimov

American writer and professor

Overview | Books | Movies | Short stories

Born

2 Jan 1920

Petrovichi, Russia

Died

6 Apr 1992

New York, New York...

Youth
PRABHAT
Isaac Asimov

The Life and Times of
SULṬĀN
MAḤMŪD OF GHAZNA
Muḥammad Nāẓim
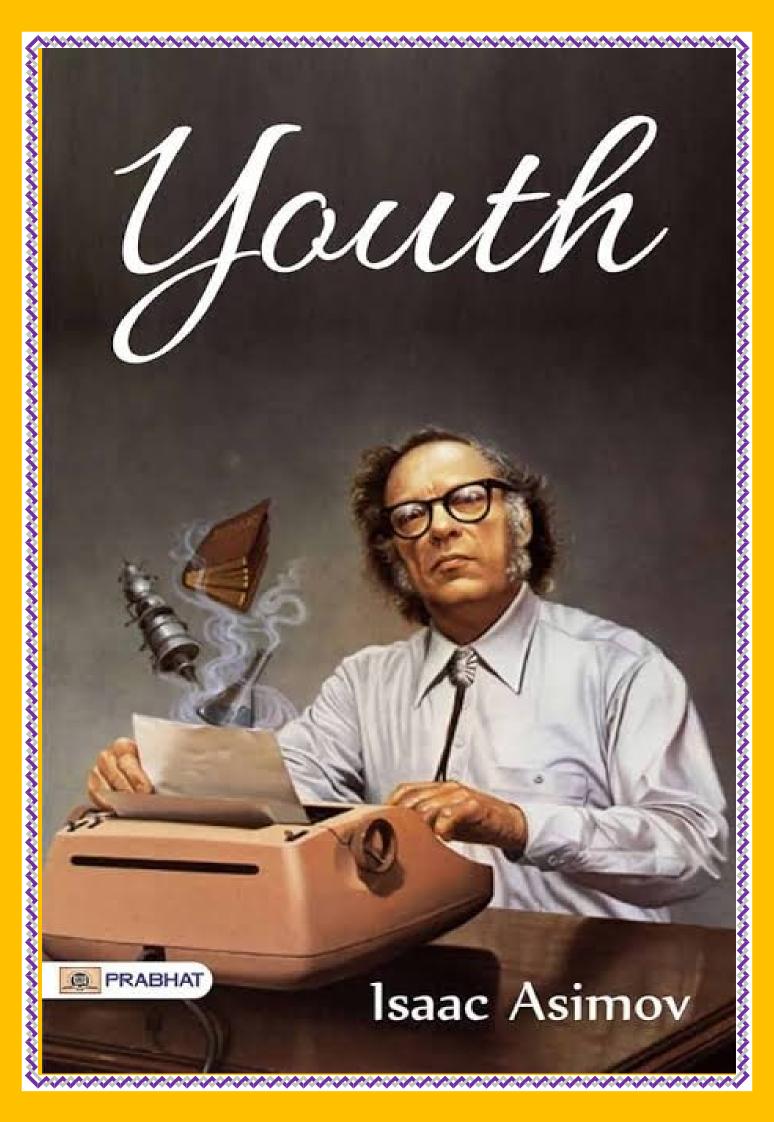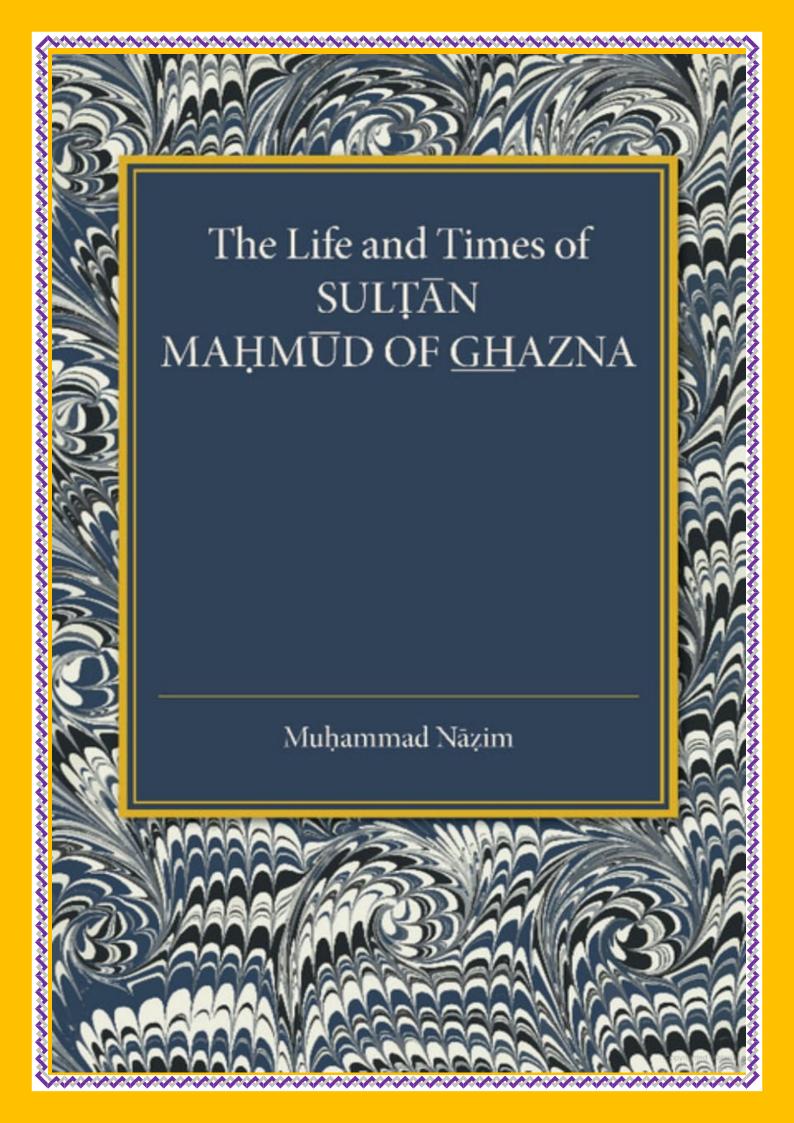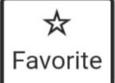
Mahmud Ghaznavi Exposed Somnath
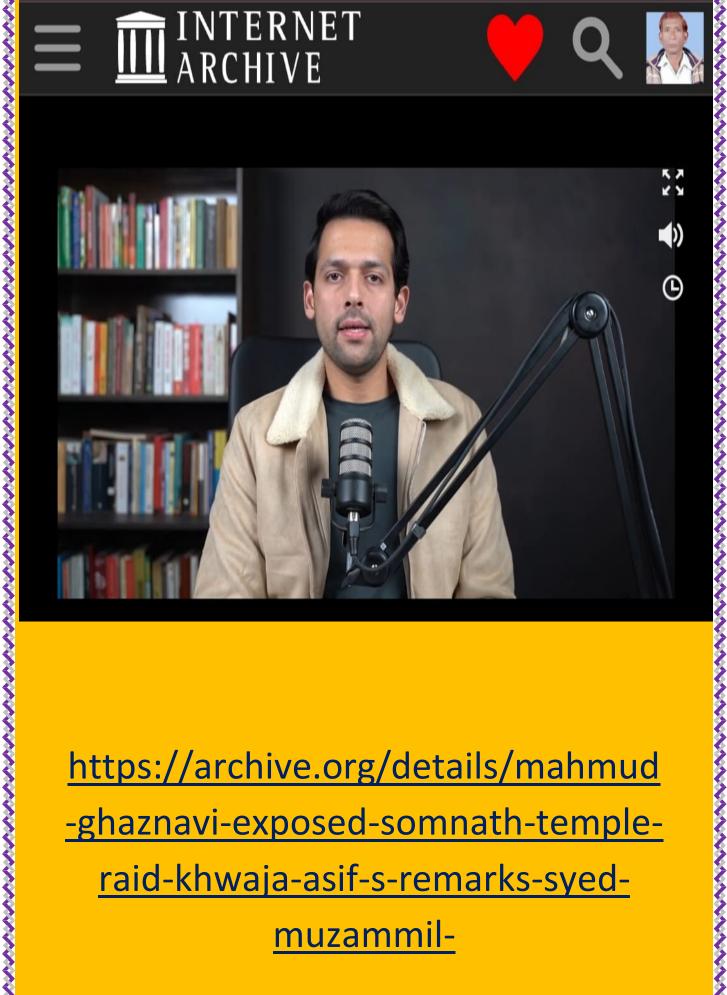
https://archive.org/details/mahmud-ghaznavi-exposed-somnath-temple-raid-khwaja-asif-s-remarks-syed-muzammil-

HISTORY OF CIVILIZATIONS OF CENTRAL ASIA

Volume IV

The age of achievement:

A.D. 750 to the end of the fifteenth century

Part One: The historical, social and economic setting

UNESCO Publishing

UNESCO
Digital Library

Notice
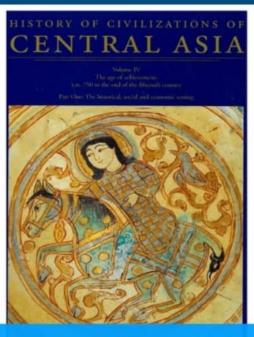
book

Online

History of civilizations of Central Asia, v. 4: The Age of achievement, A.D. 750 to the end of the fifteenth century; Pt. I: the historical, social and economic setting

HISTORY OF CIVILIZATIONS OF

CENTRAL ASIA

Volume IV

The age of achievement:

A.D. 750 to the end of the fifteenth century

Part Two: The achievements

UNESCO Publishing

(1 of 702)
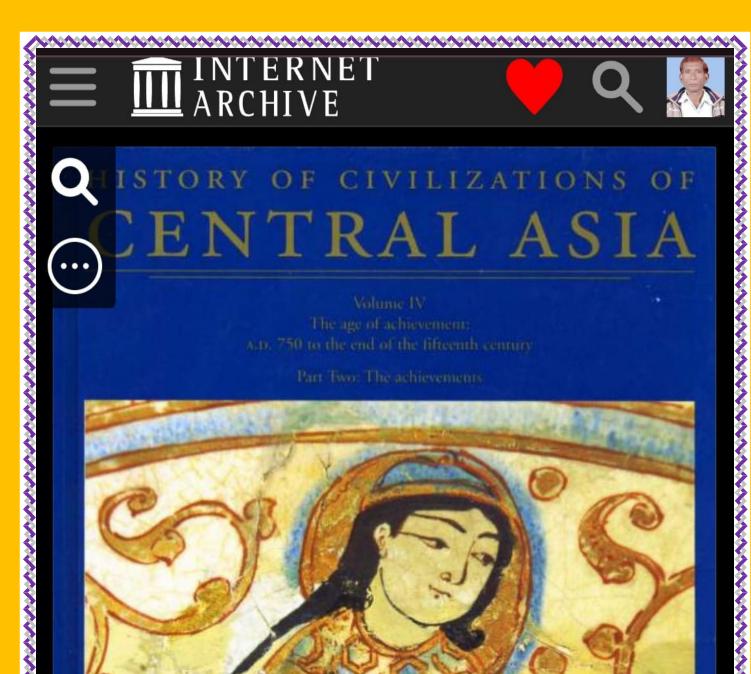
https://archive.org/details/the-age-of-achievement-a.d.-750-to-the-end-of-the-fifteenth-century

The Life and Times of
SULṬĀN
MAḤMŪD OF GHAZNA
Muḥammad Nāẓim
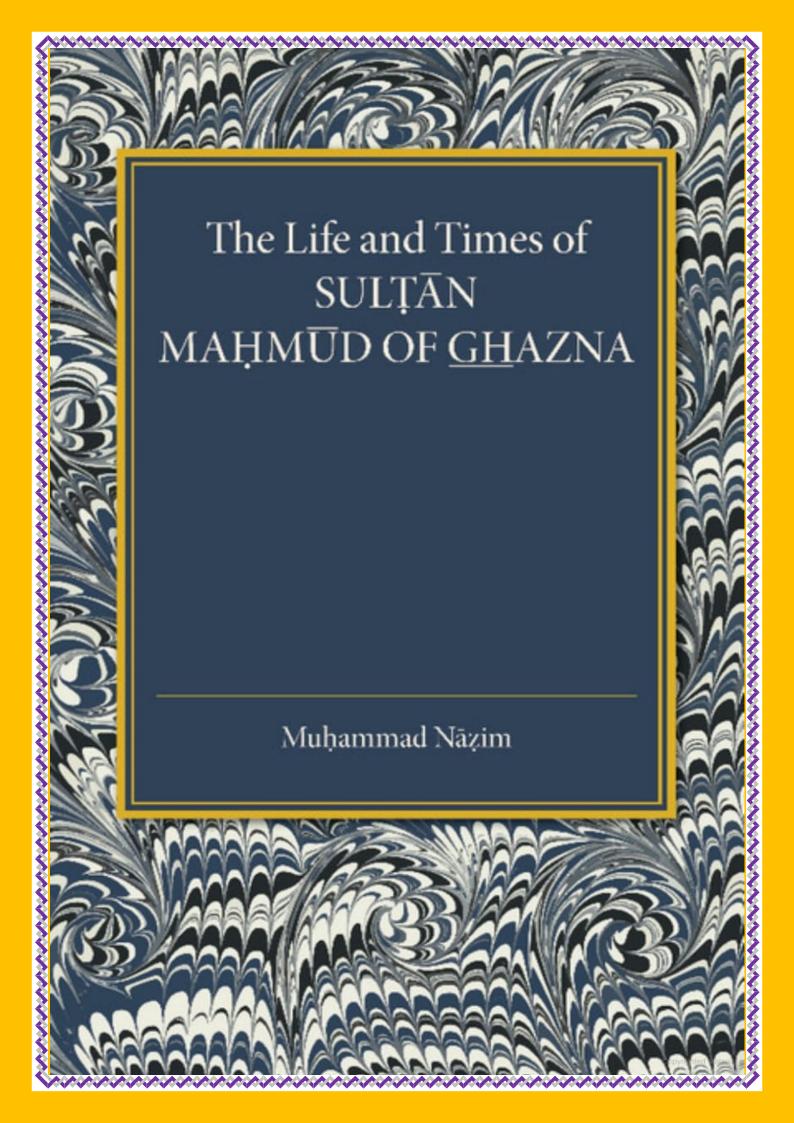
The Life and Times of SULṬĀN MAḤMŪD OF GHAZNA

BY

MUḤAMMAD NĀẒIM
M.A., Ph.D. (Cantab.)

With a Foreword

BY

THE LATE
SIR THOMAS ARNOLD

https://archive.org/details/2015.80590.-the-life-and-times-of-sultan-mahmud-of-ghazna

اسلام مزہب بنانے
والوں نے، اسلام
مزہب بنایا ہی تھا،
غیر مسلموں کا سب
کچھ لُوٹنے کے لئے،
خاص کر مندروں اور
مورتی پوجکوں کے
لئے

قدیم اسلامی کُتب میں
درج ہے کہ غیر مسلم
مورتی پوجکوں کے
کعبہ میں 360 مورتیاں
تھی، جنہیں باہر نکال کر
مسلمانوں نے پھینک کر
توڑ دیا گیا اور اُس مندر
پر قبضہ کر لیا، جسے
کعبہ لکھا گیا ہے

تمام غیر مسلموں کے عبادت خانوں میں مورتیاں اور مجسّمے ہوتے تھے، چاہے وہ عیسائی ہوں یا یہودی

عیسائیوں کے گرجا
گھروں میں عیسیٰ،
مریم اور عیسیٰ کے
حواریوں کا مُجَسّمہ
ہوتے تھے ، جو آج
بھی موجود ہیں، ویسے
ہی یہودیوں کے عبادت
خانوں میں مُجَسّمے
موجود تھے

موجودہ اسلام کی
تمام عبادات 1924
کے بعد یہود و
نصاریٰ نے
مسلمانوں کے
گھروں میں داخل
کرائی ہے، بہت بڑی
رقم خرچ کر کے

موجودہ اسلام میں
ثواب کی نیت سے
جو بھی عبادات
کرائی جا رہی ہے،
1924 سے پہلے
ایک بھی عبادت
اسلام میں نہیں تھی

کیا اُنیسویں صدی سے
پہلے حَج ہوتا تھا ؟
قدیم تحریروں میں
خلافتِ عثمانیہ کے
خُلفہ، دِلّی سلطنت کے
سلاطین اور مغلیہ
سلطنت کے شہنشاہوں
کا حَج کرنا
کیوں درج نہیں ہے ؟

اُنیس سو 50 سے پہلے کی تحریروں میں خلافت عثمانیہ 1520ء سے 1924 ء تک

سلیمان اوّل سے عبد
المجید ثانی تک
28
خلافتِ عثمانیہ کا
ایک بھی
امیرالمومنین
حج کرنے نہیں گیا
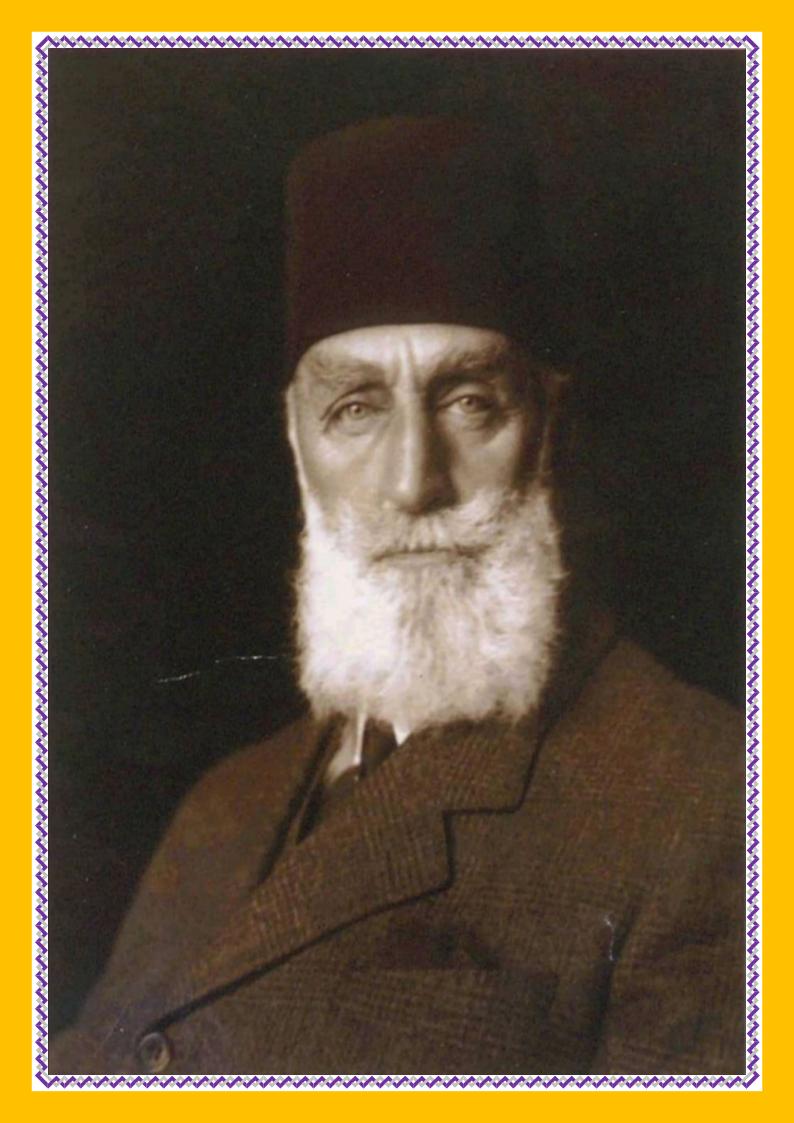
دِلّی سلطنت 1206ء

سے 1526ء تک

قطب الدین ایبک

سے ابراہیم لودھی

تک

31

ایک بھی سلطان

حج کرنے نہیں گی

Qutb-ud-din
Aibak
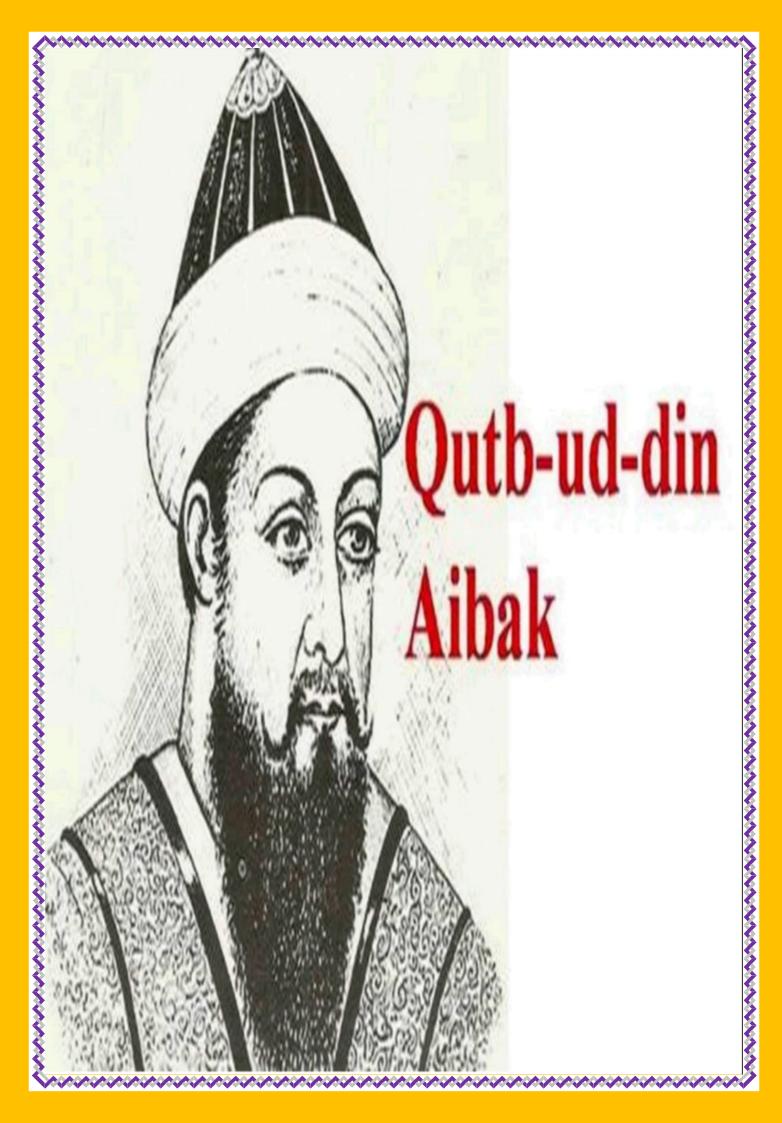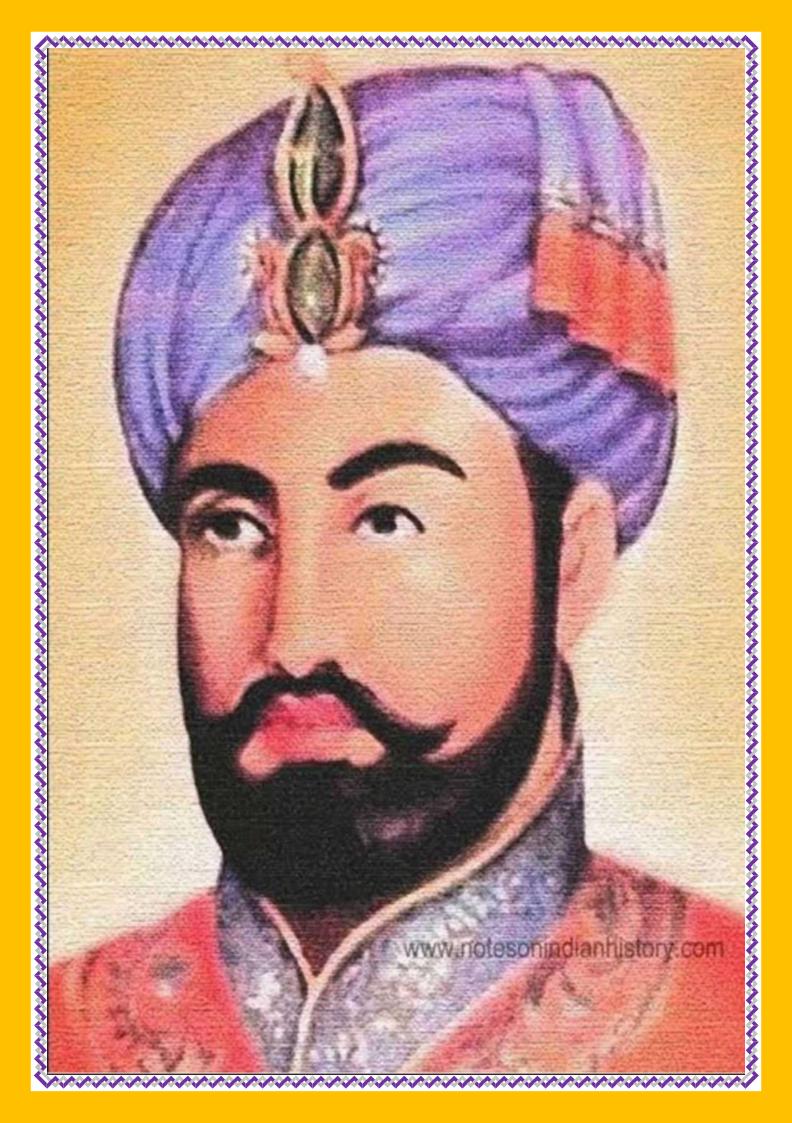
مغلیہ سلطنت 1526ء
سے 1857ء تک
ظہیر الدین محمد بابر
سے بہادر شاہ ظفر
تک

21
ایک بھی شہنشاہ
حج کرنے نہیں گیا
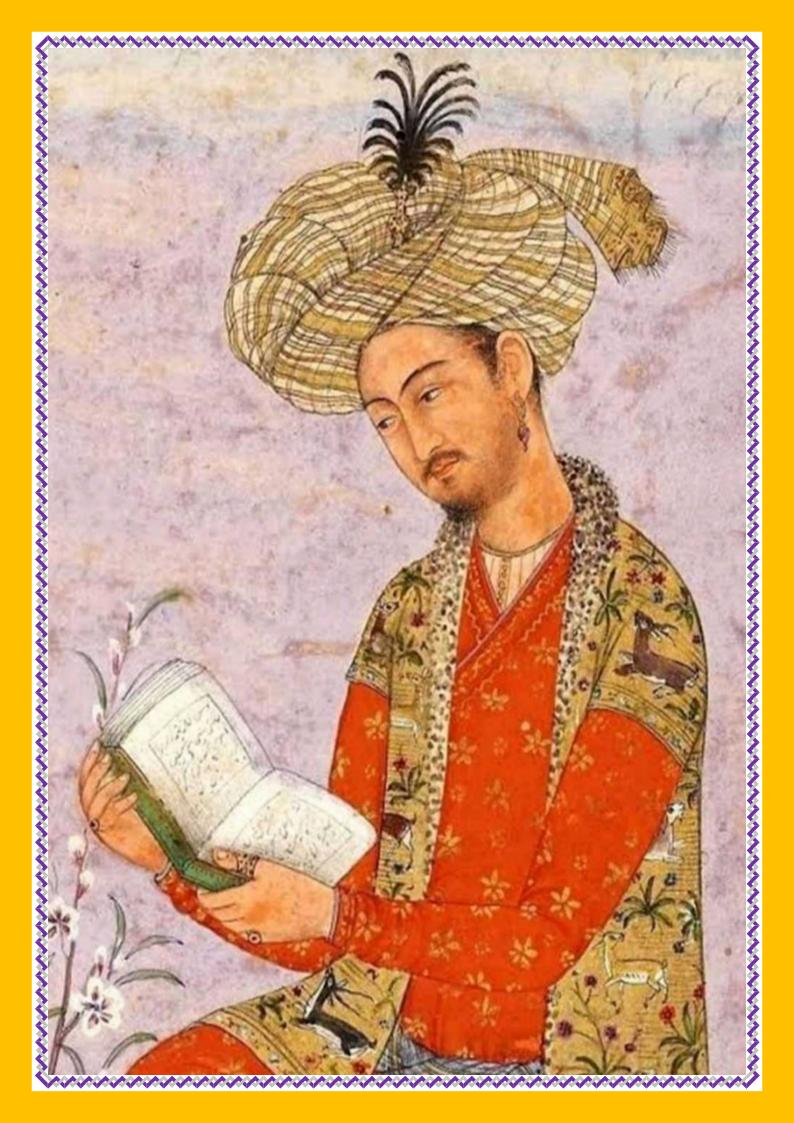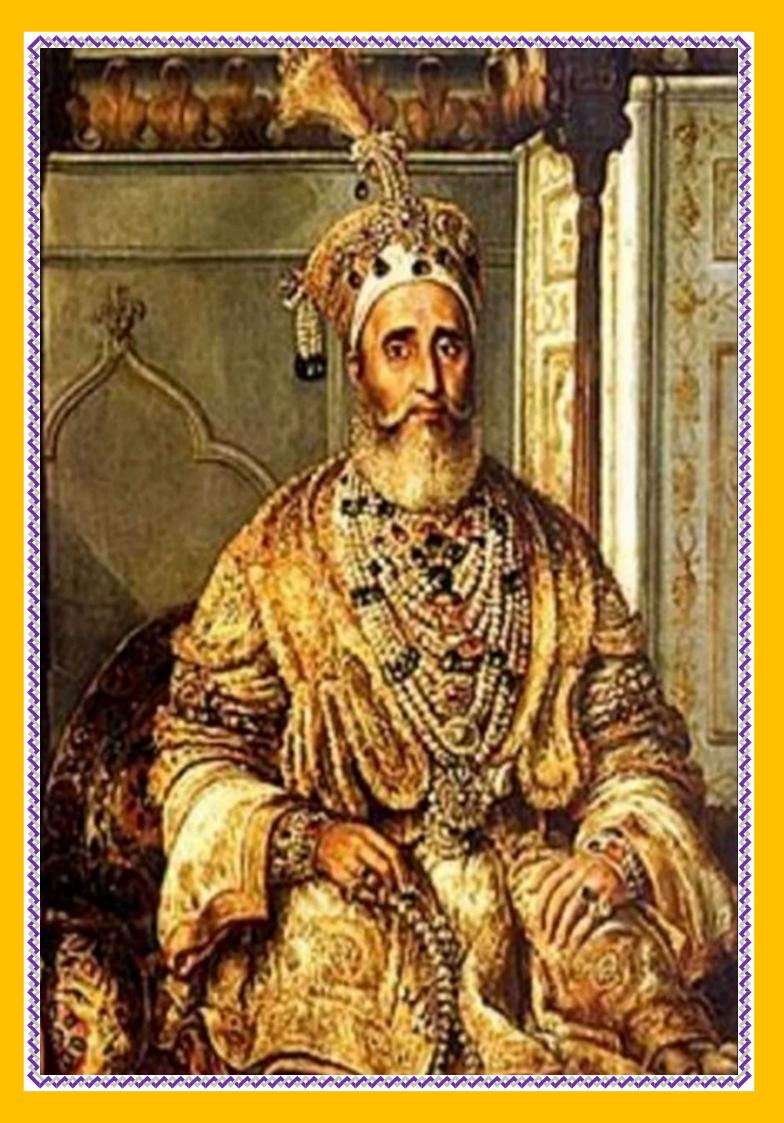
کعبہ میں
حاجیوں کی
اُنیس سو 50 سے
پہلے کی نماز
پڑھتے ہوئے
کوئی تصویر ہمیں
ابھی تک
دستیاب نہیں ہوئی

موجودہ اسلام سے مسلم ممالک اور اُن کے مسلمانوں کی 1924 میں حیثیت، عزت اور وقار کیا تھی ؟

اور آج 100 سال
میں
کہاں پہنچ گئی ہے ؟
محاصبہ کریں
مسلم ممالک ٹکڑے،
ٹکڑے ہوتے چلے
جا رہے ہیں

تم اپنی تباہی کو
ایک حادثہ مَت
سمجھو
اِس قتل کا
منصوبہ پہلے
سے بنا ہوگا

مولانا فضل الرحمن اور علماء کے شلوار پہننے کی اندر کی حقیقت

ہری سنگھ نلوا

اپریل 1791 -) 30 اپریل 1837)

سکھ سلطنت کی فوج، سکھ خالصہ فوج کا کمانڈر انچیف

Do You Know ?
www.sikhbeard.com
The Great Sikh Warrior
HARI SINGH
The only warrior to conquer
Afghanistan..
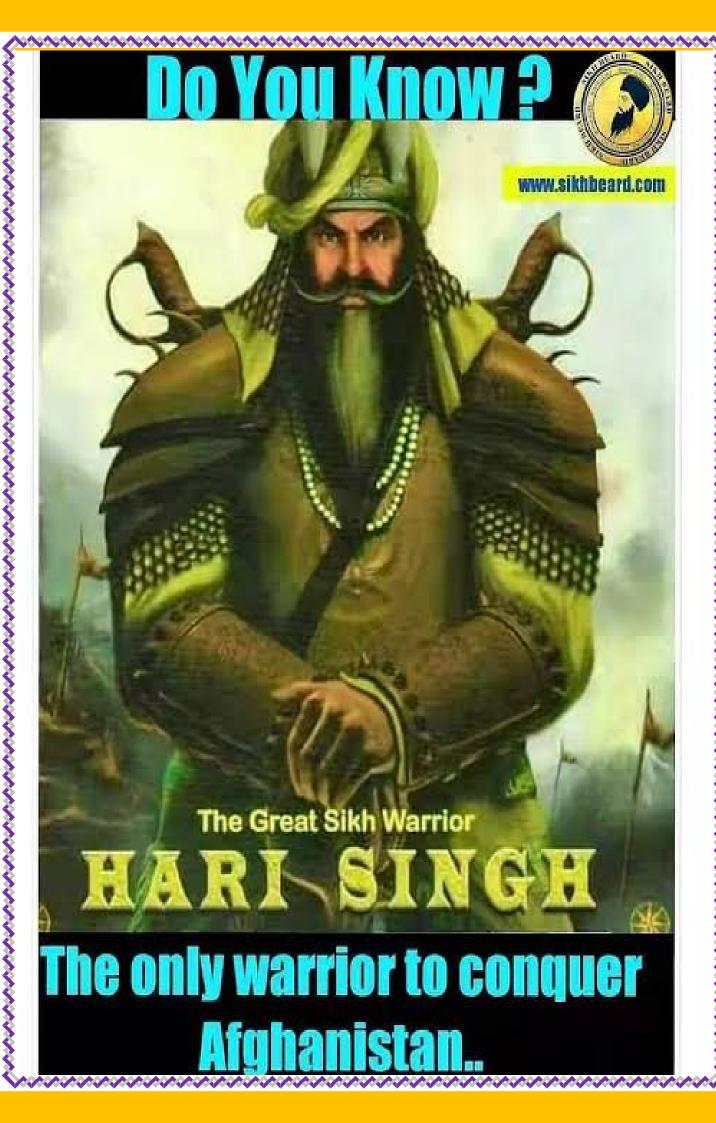
ہری سنگھ نلوہ

ہری سنگھ نلوہ (پیدائش: 1791ء - وفات: اپریل 1837ء)سکھ فوج خالصہ کا کمانڈر انچیف تھا۔ خیبر پختونخوا کے صوبے میں موجود ضلع ہری پور کا نام ہری سنگھ کے نام پر ہری پور رکھا گیا۔ یعنی وہ جگہ جس کو ہری (ہری سنگھ نلوہ)نے آباد کیا۔ اس کو قصور ،ملتان،اٹک ،پشاور اور جمرود کو فتح کرنے کے حوالے سے شہرت حاصل ہے۔

ہری سنگھ نلوہ

جس نے قصور ،
سیالکوٹ ، اٹک ،
ملتان ، کشمیر ،
پشاور اور جمرود
کو فتح کر کے
سکھ حکومت قائم
کی

مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج ہری سنگھ نلوا کی قیادت میں 1820 میں سرحد پر گئی، ہری سنگھ نلوا کی فوج نے پٹھانوں کو بہت آسانی سے فتح کر لیا تھا

پوری تحریری تاریخ میں
یہ واحد موقع تھا، جب
پٹھانوں پر مہاراجہ
رنجیت سنگھ کی حکومت
آئی اور وہ غلام بن گئے،
پٹھان سکھ فوج سے
اتنے خوفزدہ تھے کہ
بازار میں سکھوں کو
دیکھ کر چھپ جاتے تھے

جس نے بھی سکھوں
کی مخالفت کی اسے
بے دردی سے کچل دیا
گیا، اس وقت یہ بات
بہت مشہور ہو گئی تھی
کہ سکھ تین لوگوں کی
جان نہیں لیتے پہلا
عورتیں دوسرے بچے
اور تیسرے بزرگ

اس کے بعد پٹھانوں نے
پنجابی خواتین کی پہنی ہوئی
شلوار قمیض پہننا شروع کر
دی، یعنی ایک وقت ایسا آیا
کہ عورت اور مرد ایک ہی
لباس پہننے لگے، اس کے
بعد سکھوں نے اُن پٹھانوں
کو قتل کرنے سے بھی گریز
کیا جو عورتوں کی شلواریں
پہنتے تھے

دراصل پٹھانوں کی
شلوار پہننا ایک طرح
سے سکھ فوج کے
سامنے پٹھانوں کا
ہتھیار ڈالنا تھا اور
سکھ کبھی بھی
ہتھیار ڈالنے والوں پر
حملہ نہیں کرتے تھے

دراصل جب
طالبان نے اپنی
عوام پر شلوار
قمیض پہننے
کا حکم نافذ کر
دیا

جس کے بعد سابق صدر
پاکستان اور آمر ایوب
خان کے داماد اور سابق
گورنر بلوچستان میاں گل
اورنگزیب نے
طالبان کو طویل خط لکھا
کر یاد دلایا کہ پٹھان
عورتوں کا شلوار کَب
سے اور کیوں پہنیں
لگیں؟
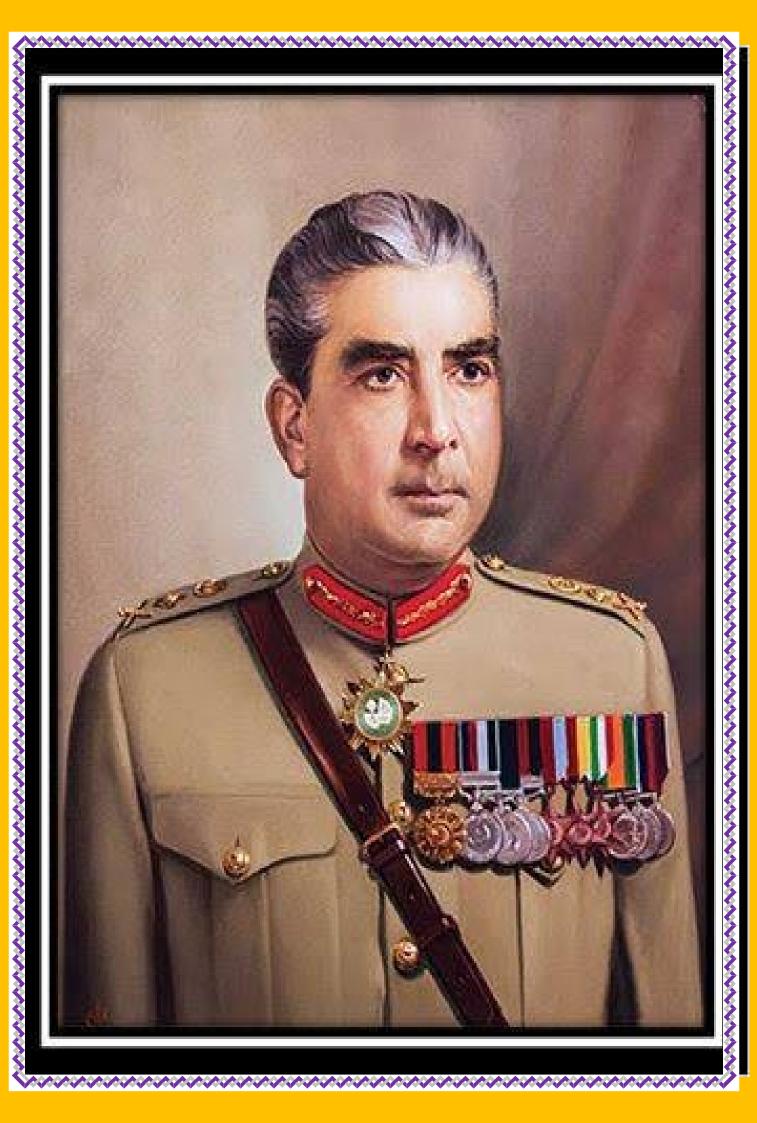
ایوب خان

پاکستانی فوجی جرنیل اور سابقہ صدر

محمد **ایوب خان** (ولادت: 14 مئی 1907ء بمقام ریحانہ گاؤں، ہری پور ہزارہ، وفات: 19 اپریل، 1974ء) پاکستان کے سابق صدر، فیلڈ مارشل اور سیاسی رہنما تھے۔ وہ پاکستانی فوج کے سب سے کم عمر سب سے زیادہ رینکس حاصل کرنے والے فوجی ہیں۔

ایوب خان
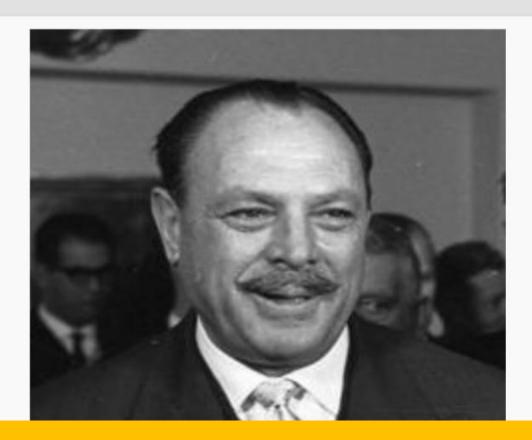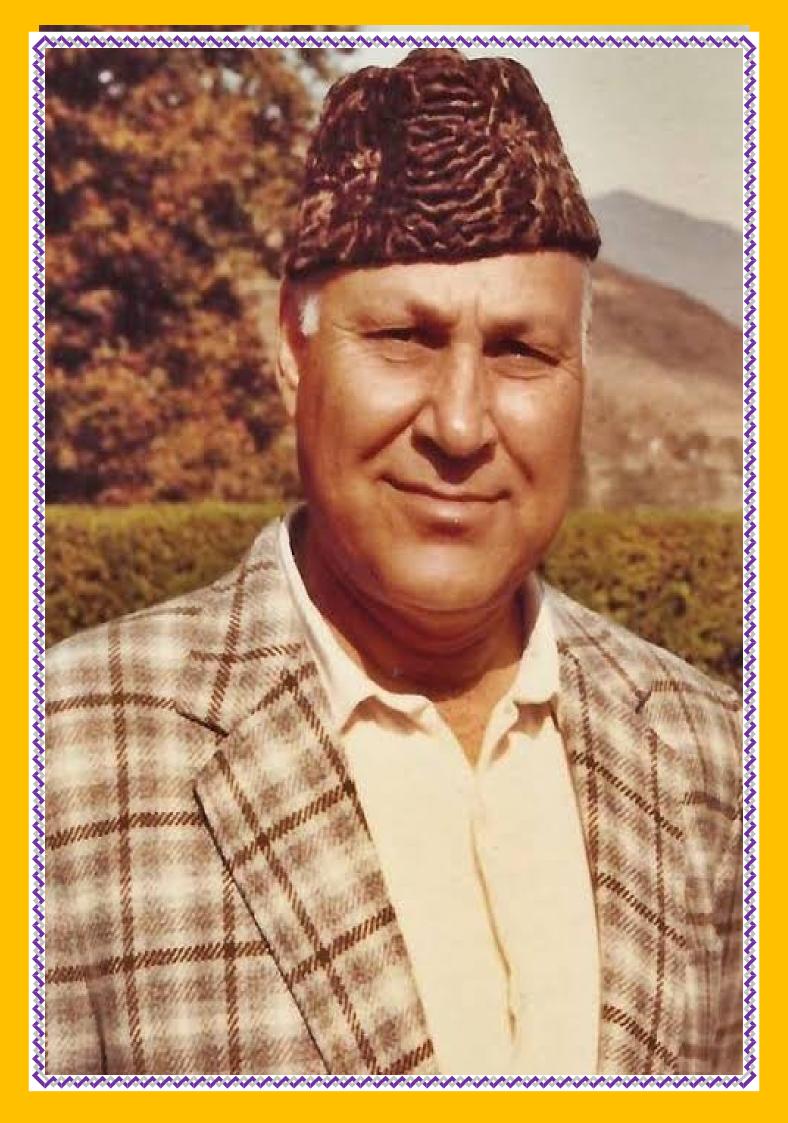
میاں گل اورنگزیب

میاں گل اورنگزیب (پیدائش: 28 مئی 1928، سیدو شریف،سوات،خیبر پختونخوا)ریاست سوات کے آخری نواب تھے اس کے علاوہ وہ بلوچستان، خیبر پختوانخواہ کے گورنر بھی رہے وہ رکن قومی اسمبلی بھی منتخب ہوئے۔

میاں گل اورنگزیب
مناصب
گورنر بلوچستان [1]
برسر عہدہ 22 اپریل 1997 – 17 اگست 1999
گورنر خیبر پختونخوا [2]

میاں گل اورنگزیب نے لکھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی سکھ فوج، ہری سنگھ نلوا کی قیادت میں 1820 کی دہائی میں سرحد پر آئی اور تیزی سے ہمارے آباؤ اجداد کو فتح کر لیا۔ ریکارڈ شدہ تاریخ میں یہ واحد موقع ہے کہ ہمارے لوگوں پر غیر ملکیوں نے حکومت کی، مقامی لوگ سکھوں کی فوج سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ جب بھی سکھ نظر آتے تو چھپ جاتے تھے، جن لوگوں نے مزاحمت کا فیصلہ کیا ان سے بے رحمی کا سامنا کیا گیا

اس دوران یہ بات چاروں
طرف پھیل گئی کہ
سکھوں نے بوڑھوں،
عورتوں اور بچوں کو
کوئی نقصان نہیں پہنچایا
اور مقامی مرد جو
سکھوں کا غصہ نہیں
اٹھانا چاہتے وہ پنجابی
عورتوں کا لباس پہنیں
جو کہ شلوار قمیض تھی

اس وقت ہماری تاریخ
میں مرد اور عورت
دونوں یکساں طور پر
صرف ایک ہی لباس
پہنتے تھے (عربوں کے
پہننے کی طرح) اور سکھ
بھی سلوار قمیض پہن کر
کسی مرد کو نقصان نہیں
پہنچاتے تھے

تو آپ نے دیکھا کہ
ہمارے مردوں نے
خوشی سے پنجابی
خواتین کے لباس کو
اپنایا کیونکہ وہ کھڑے
ہونے سے بہت گھبراتی
تھیں اور انہوں نے تب
سے اس لباس کو اپنا
رکھا ہے

مجھے یہ دیکھ کر بہت دل
چسپی ہوئی کہ آپ پنجابی
خواتین کا اپنا لباس پہن کر
اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر
چل رہے ہیں، لیکن اب ہماری
خواتین کو تبلیغ اور زبردستی
کرتے پھریں کہ انہیں اپنی
زندگی کیسے گزارنی چاہیے
میرا مشورہ ہے کہ اس تاریخی
تناظر کو دیکھتے ہوئے اپنے
اندر گہرائی سے نظر ڈالیں

یہ بھی یاد رکھیں کہ
پٹھانوں کا سلوار قمیض
قدیم فارسیوں کے پہننے
والے لباس جیسا نہیں
ہے، اگر پٹھانوں کو
سلوار قمیض ایرانیوں
سے ملی تو خود ایرانی
مرد اب سلوار قمیض
کیوں نہیں پہنتے؟

سچ یہ ہے کہ اس بات
کا کوئی ثبوت نہیں ہے
کہ پٹھانوں کا قدیم یا
جدید فارسیوں کے
ساتھ کوئی قطعی تعلق
ہے جو ان کی الگ
جینیات سے بھی ظاہر
ہوتا ہے

یہ بھی نوٹ کریں کہ برصغیر پاک و ہند سے باہر کسی دوسری ثقافت میں سلوار قمیض نہیں پہنی جاتی، خاص طور پر مرد۔ سلوار قمیض کے مردانہ لباس کے طور پر ایرانی یا وسطی ایشیائی نژاد کے اس من گھڑت نظریے کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ جینیاتی طور پر بھی پشتون پاکستانیوں اور شمالی ہندوستانیوں کے ساتھ اور وسطی ایشیائی اور ایرانیوں کے ساتھ کم قریب ہیں

میاں گل اورنگزیب کا یہ بیان آج
ویب سائٹ Defence.pk بھی
پر موجود ہے، پاکستانی عوام
کی مخالفت کے باوجود اس ویب
سائٹ نے میاں گل اورنگزیب
کے اس بیان کو نہیں ہٹایا
کیونکہ اس پاکستانی ویب سائٹ
کا خیال ہے کہ جب تک پاکستانی
مسلمانوں کو ان کی بزدلی کا
علم نہیں ہوگا وہ جھوٹی ڈینگیں
مارتے رہیں گے اور ہمیشہ
بھارت سے ہاریں گے

“The Sikh army of Maharaja Ranjit Singh, under the leadership of Hari Singh Nalwa came to the Frontier in the 1820's and swiftly conquered our ancestors. It is the only time in recorded history that our people were ruled over by foreigners. The locals were so utterly terrified of the Sikh army that they used to hide every time the Sikhs came into view. Those that decided to resist were met with ruthlessness. ***During this time, the word was spread around that the Sikhs did not harm elderly people, women and children and that the local men who did not wish to earn wrath of the Sikhs should wear the garb of Punjabi women, which was the Salwar-Kameez. At that time in our history both men and women alike, wore only a single-robe garment (similar to that worn by the Arabs) and the Sikhs would not harm any man either when wearing the Salwar-Kameez.***

So you see, our men happily adopted the garb of Punjabi women since they were too terrified to stand up and they have adopted the garb as being theirs' ever since*. I am very intrigued to see that you are following in the footsteps of your ancestors by wearing the*

How fear of Sardar Hari Singh Nalwa forced Pashtuns to start wearing salwar

DEV444 · May 1, 2012

Not open for further replies.

May 1, 2012 #1

Hari Singh Nalwa ― Champion of the Khalsaji, How Pashtuns came to wear the Pathani suite a feminine apparel of the Punjabi women folk

Hari Singh Nalwa was the Commander-in-chief at the most turbulent North West Frontier of Ranjit Singh's kingdom. He took the frontier of the Sarkar Khalsaji to the very mouth of the Khyber Pass. For the past eight centuries, marauders, who had indulged in looting, plunder, rape, and forcible conversions to Islam had used this route into the subcontinent. In his lifetime, Hari Singh became a terror to the ferocious tribes inhabiting these regions. He successfully thwarted the last foreign invasion into the subcontinent through the Khyber Pass at Jamrud, permanently blocking this route of the invaders. Even in his death, Hari Singh Nalwa's formidable reputation ensured victory for the Sikhs against an Afghan force five times as numerous.

In accordance with the teaching of their Guru, the Sikhs did not attack the defenceless or the weak. This included children, women, mendicants and the elderly. Sardar Hari Singh Nalwa advised the Pathans that one way they could escape the wrath of an infuriated Sikh was to dress as a woman. In the Punjab, the shalwar kameez is feminine apparel.

The shalwar was a loose trouser with a stiff border at the ankle, while the kameez was a loose shirt falling to the knees. This dress came to popularly be known as the ‘Punjabi suit’ in India. In Pakistan and Afghanistan, men still wear its variant — the ‘Pathan suit’.

The shalwar was a loose trouser with a stiff border at the ankle, while the kameez was a loose shirt falling to the knees. This dress came to popularly be known as the ‘Punjabi suit’ in India. In Pakistan and Afghanistan, men still wear its variant — the ‘Pathan suit’.

Milkha Singh of Gurdwara Darshani Deohri Amritsar, first narrated this story to the author. Many others corroborated it since.

(Source: Nalwa, V. 2009. Hari Singh Nalwa - The Champion of Khalsaji New Delhi: Manohar, p. 264)

The twenty-first century, the Wali of Swat confirmed that the above was indeed a fact:

The following is the gist of an open letter written by Miangul Aurangzeb, the present Wali of Swat, to the Taliban when the Taliban were preaching and enforcing strict dress and conduct codes for the women in the areas that fell under their control.

"At the outset I want to record that you all must love me very much as you have decided not to take over my property in Swat unlike those you have taken over of other landed families. I am therefore emboldened to believe that I have the privilege of sharing some historical facts for you to know about and I urge you to absorb the same before you continue your campaign of moral policing, especially when it comes to the manner of dressing and code of conduct for women.

The Sikh army of Maharaja Ranjit Singh, under the leadership of Hari Singh Nalwa came to the Frontier in the 1820's and swiftly conquered our ancestors. It is the only time in recorded history that our people were ruled over by foreigners. The locals were so utterly terrified of the Sikh army that they used to hide every time the Sikhs came into view. Those that decided to resist were met with ruthlessness. During this time, the word was spread around that the Sikhs did not harm elderly people, women and children and that the local men who did not wish to earn wrath of the Sikhs should wear the garb of Punjabi women, which was the Salwar-Kameez. At that time in our history both men and women alike, wore only a single-robe garment (similar to that worn by the Arabs) and the Sikhs would not harm any man either when wearing the Salwar-Kameez.

So you see, our men happily adopted the garb of Punjabi women since they were too terrified to stand up and they have adopted the garb as being theirs' ever since. I am very intrigued to see that you are following in the footsteps of your ancestors by wearing the adopted Punjabi women's garb as your own, but now go around preaching and coercing our women as to how they should be living their lives! I suggest that take a deep look inside yourselves, given this historical perspective."

Sincerely,

Miangul Aurangzeb, Wali of Swat

(Source: Nishaan, Swat: Sanctuary for the Sikhs, III/2009, New Delhi: Nagaara Trust, p. 45)

----
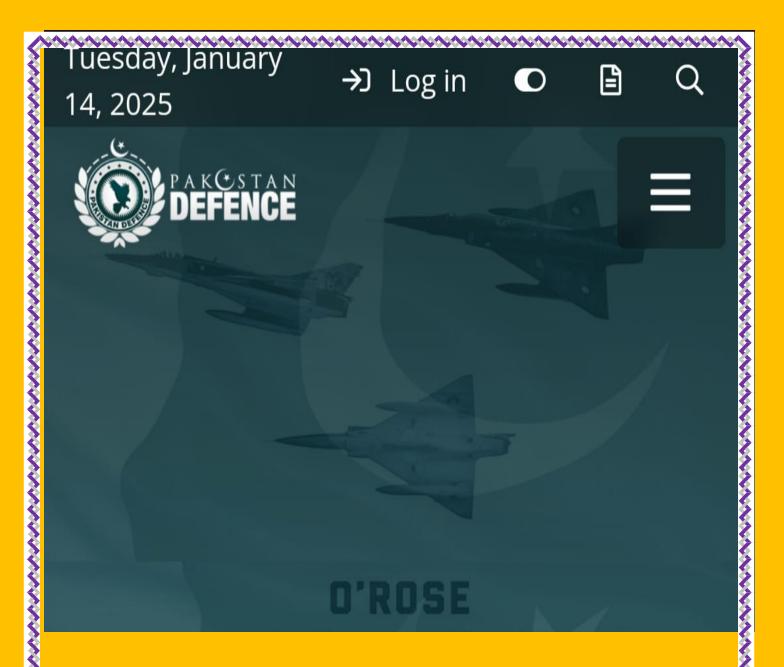
https://defence.pk/threads/how-fear-of-sardar-hari-singh-nalwa-forced-pashtuns-to-start-wearing-salwar.177048/

Milkha Singh of Gurdwara Darshani Deohri Amritsar, first narrated this story to the author. Many others

corroborated it since.

Source: Nalwa, V. 2009. Hari Singh Nalwa - The Champion of Khalsaji New Delhi: Manohar, p. 264

HARI SINGH NALWA

CHAMPION OF THE KHALSAJI

1791 -1837

VANIT NALWA

https://www.facebook.com/share/18QYJ8p5HN/

HAQ O BATIL INDIA 1

archive.org Member:حق و باطل

غیر جانبدار جستجو کا سفر

"حق و باطل" میں خوش آمدید، یہ ایک مفت، آنلائن لائبریری ہے جو زندگی کے بنیادی سوالات کی کھلے ذہن سے کھوج کے لیے وقف ہے۔ یہاں آپ کو وسائل کا ایک متنوع مجموعہ ملے گا - ویڈیوز، کتابیں، تاریخی روایات، فلسفیانہ کام، یہاں تک کہ افسانوی ادب اور مذہبی تنقید - یہ سبھی تنقیدی جائزے کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

ہمارا مشن:

- غیر جانبدار تعلیم: ہم مذہبی تعصب سے پاک تعلیم کو فروغ دیتے ہیں، جو آزاد خیالی اور تنقیدی تجزیے کی ترغیب دیتے ہیں۔
- سب کے لیے مساوات: ہم نسل، قومیت، مذہب، جنس، یا کسی بھی دوسرے عنصر سے قطع نظر، مساوات کے بنیادی انسانی حق پر یقین رکھتے ہیں۔

205

archived May 15, 2024

6 0 0

204

archived May 15, 2024

11 0 0

208

archived May 15, 2024

14 0 0

209

archived May 15, 2024

16 0 0